ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
36
مسلسل اشاعت کا
32واں سال
تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام
تنظیم اسلامی کا ترجمان
3تا9 ربیع الاوّل 1445ھ / 19تا25 ستمبر 2023ء

جو مسلمانوں پر ظلم کرے وہ اللہ سے غداری کرتا ہے

اسلامی ریاست میں انسانی حقوق کا بڑا محافظ حکومت کا یہ تصور ہے کہ وہ ایک امانت ہے اور اس کے نگرانِ اعلیٰ کی حیثیت ایک امین کی سی ہے۔ اللہ اور بندے کے درمیان اس قول و قرار کے بعد کہ:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشۡتَرٰى مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ وَاَمۡوَالَهُمۡ بِاَنَّ لَهُمُ الۡجَـنَّةَ ؕ﴾ (التوبۃ:111)

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔''

مسلمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی سونپی ہوئی ایک مقدس امانت بن گئی ہے اور وہ اپنا حق تصرف خود اپنی آزادانہ مرضی اور اپنے بے لگام اختیار و ارادے سے نہیں بلکہ اصل مالک کی مرضی اور اس کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق استعمال کرنے کا پابند ہو گیا ہے۔ یہ اسی تصورِ امانت کا نتیجہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے ساتھ ظلم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے ''خیانتِ نفس'' کا مجرم ٹھہراتا ہے۔

اس تصور امانت کی رو سے ہر شخص پر احتساب و ذمہ داری کا بار بقدر امانت ہے۔ جس کے پاس اسباب و وسائل اور اختیارات و اقتدار کی جتنی امانت موجود ہے وہ اسی تناسب سے اپنے مالک کے حضور اپنے اعمال و افعال کا جوابدہ ہے۔ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام ؓ کو اس تصورِ امانت کا پورا پورا شعور و احساس تھا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ فرماتے ہیں:

''جو شخص حکمران ہو اس کو سب سے زیادہ بھاری حساب دینا ہو گا۔ اور وہ سب سے زیادہ سخت عذاب کے خطرے میں مبتلا ہو گا۔ اور جو حکمران نہ ہو اس کو ہلکا حساب دینا ہو گا۔ اور اس کے لیے ہلکے حساب کا خطرہ ہے۔ کیونکہ حکام کے لیے سب سے بڑھ کر اس بات کے مواقع ہیں کہ ان کے ہاتھوں مسلمان پر ظلم ہو۔ اور جو مسلمانوں پر ظلم کرے وہ اللہ سے غداری کرتا ہے۔''

صلاح الدین

اس شمارے میں

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
عقیدہ ختم نبوت
عدل و اعتدال
پاکستان کی سیاسی و معاشی بدحالی کا ذمہ دار کون؟
رسول اکرم ﷺ کے مقاصدِ بعثت اور ہماری ذمہ داریاں
''بقائے پاکستان: نفاذ عدلِ اسلام'' مہم کی رپورٹ

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بمع قوم کے شرک سے منع کیا

الہدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ
1052

سُورۃُ النَّمل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 43 تا 44

وَ صَدَّہَا مَا کَانَتۡ تَّعۡبُدُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ؕ اِنَّہَا کَانَتۡ مِنۡ قَوۡمٍ کٰفِرِیۡنَ ﴿۴۳﴾ قِیۡلَ لَہَا ادۡخُلِی الصَّرۡحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتۡہُ حَسِبَتۡہُ لُجَّۃً وَّ کَشَفَتۡ عَنۡ سَاقَیۡہَا ؕ قَالَ اِنَّہٗ صَرۡحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنۡ قَوَارِیۡرَ ۬ؕ قَالَتۡ رَبِّ اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ وَ اَسۡلَمۡتُ مَعَ سُلَیۡمٰنَ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۴۴﴾

آیت ۴۳: ﴿وَصَدَّہَا مَا کَانَتۡ تَّعۡبُدُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ؕ﴾ ’’اور سلیمانؑ نے اُسے روک دیا (اس سے) جس کو وہ پوجتی تھی اللہ کے سوا۔‘‘

﴿اِنَّہَا کَانَتۡ مِنۡ قَوۡمٍ کٰفِرِیۡنَ ﴿۴۳﴾﴾ ’’وہ ایک کافر قوم میں سے تھی۔‘‘

آیت ۴۴: ﴿قِیۡلَ لَہَا ادۡخُلِی الصَّرۡحَ ۚ﴾ ’’اُس سے کہا گیا کہ اب محل میں داخل ہو جاؤ!‘‘

﴿فَلَمَّا رَاَتۡہُ حَسِبَتۡہُ لُجَّۃً وَّ کَشَفَتۡ عَنۡ سَاقَیۡہَا ؕ﴾ ’’تو جب اُس نے اس (کے فرش) کو دیکھا تو اسے گہرا پانی سمجھا اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں۔‘‘

﴿قَالَ اِنَّہٗ صَرۡحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنۡ قَوَارِیۡرَ ؕ﴾ ’’سلیمانؑ نے کہا: یہ تو ایسا محل ہے جو مرصع ہے شیشوں سے۔‘‘

یعنی وہ شیشے کا چکنا فرش تھا اور ملکہ نے جب اس میں اپنا عکس دیکھا تو اسے پانی سمجھ کر پنڈلیوں سے کپڑا اوپر اٹھا لیا کہ شاید آگے جانے کے لیے اس پانی سے ہو کر گزرنا ہے۔ بہر حال حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے اصل حقیقت سے آگاہ کیا۔ اس سے دراصل اسے احساس دلانا مقصود تھا کہ جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دے رکھی ہیں، وہ تمہارے حاشیہ خیال میں بھی نہیں ہیں۔

﴿قَالَتۡ رَبِّ اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ وَ اَسۡلَمۡتُ مَعَ سُلَیۡمٰنَ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۴۴﴾﴾ ’’اُس نے کہا: اے میرے پروردگار! یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اب مَیں نے سلیمانؑ کے ساتھ اللہ کی اطاعت اختیار کی ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔‘‘

حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ یہاں پر اختتام پذیر ہوا۔

درس حدیث

تین باتوں کی نصیحت

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقِيتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقُلْتُ مَا النَّجَاةُ؟ فَقَالَ: ((اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ)) (رواہ احمد والترمذی)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اور عرض کیا' کہ حضرت (مجھے بتا دیجئے کہ) نجات حاصل کرنے کا گُر کیا ہے؟ (اور نجات حاصل کرنے کے لئے مجھے کیا کیا کام کرنے چاہئیں؟) آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اپنی زبان پر قابو رکھو (وہ بے جا نہ چلے) اور چاہئے کہ تمہارے گھر میں تمہارے لئے گنجائش ہو' اور اپنے گناہوں پر اللہ کے حضور میں رویا کرو۔''

تشریح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن عامر کے سوال پر نجات حاصل کرنے کا گُر بتایا اور تین باتوں کی نصیحت کی اول زبان پر قابو رکھو۔ زبان کا غیر محتاط استعمال انسان کو ذلیل وخوار کر دیتا ہے جبکہ حسنِ کلام کی تاثیر سے دشمن کو دوست بنایا جا سکتا ہے۔ جس نے اپنی زبان پر قابو پا لیا' اُس نے بہت بڑا کام کیا۔ دوم یہ کہ بندہ فارغ وقت ادھر اُدھر گھومنے کی بجائے اپنے گھر میں گزارے تاکہ اپنے بیوی بچوں میں رہ کر گھر کے کام کاج کرے یا عبادت کرے۔ سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ سے عاجزی انکساری کے ساتھ رو رو کر اپنے گناہوں کی بخشش مانگے۔ جس کی خطائیں بخش دی گئیں وہ کامیاب ہوا۔ یہ کام نجات دلانے والے ہیں۔

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

نوٹ: یہ اداریہ قبل ازیں 2007ء میں ماہ ربیع الاوّل میں شائع ہو چکا ہے۔ اداریہ نویس کافی غور وخوص کرنے کے باوجود سولہ سال پہلے اپنے لکھے ہوئے اس اداریے میں کسی قسم کا حک واضافہ نہ کر سکا لہٰذا اسی تحریر کو من وعن قندِ مکرر کے طور پر شائع کیا جا رہا ہے۔

اللہ رب العزت کی تخلیق کا ذروۃ السنام کون ہے؟ حسن خلق کی انتہا کون ہے؟ بندگی کی معراج کون ہے؟ کائنات میں بے مثل کون ہے؟ حکمت اور دانائی کے بلند ترین مقام پر کون فائز ہے؟ کس کی رسائی وہاں تک ہوئی جہاں پہ فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں؟ آدم وحوا کی اولاد میں سے وہ واحد ہستی کون سی ہے جس کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، سونا جاگنا، دیکھنا سننا، رہنا سہنا اور پہننا اتارنا تاریخ نے مقدس امانت کے طور پر محفوظ کر لیا؟ وہ کون ہے جس کی تجارت دیانت کا سمبل تھی؟ وہ کون سی ہستی تھی جس کی امانت داری کی قسم اُس کی جان کے دشمن بھی کھاتے تھے؟ غریب کی پشت پناہی، یتیم کی سرپرستی، بچوں سے شفقت، بڑوں کی عزت واحترام، بیمار کی تیمارداری میں کون انسانوں میں سرفہرست ہے؟ عورتوں کے حقوق اور غلاموں سے اچھے سلوک کا دنیا میں مبلغ اعظم کون ہے؟ عہد نبھانا، وعدہ وفا کرنا دنیا کو کس نے سکھایا؟ وہ کون سی ہستی ہے جس کی زبان پر صرف حق جاری ہوتا، جس سے صرف عدل کا صدور ہوتا ہے؟ ایک مسلمان کے لیے اس پرچہ سُوالات کا جواب دینا دنیا کا آسان ترین کام ہے جس کے لیے ایک لمحہ سوچ بچار کی ضرورت نہیں۔ یقیناً یہ وہی ہستی ہے جس پر کائنات کے خالق ومالک نے خود درود بھیجا، لیکن مقام افسوس ہے کہ محبت کے تقریری اور تحریری دعووں کے باوجود اس مقدس ہستی کے فرمودات پر عمل اور اُس کی سنت کی پیروی مسلمان کے لیے مشکل ترین کام بن گیا ہے۔ کمال مہربانی سے ماہ ربیع الاوّل حضور ﷺ کو الاٹ کر دیا گیا ہے جب بھی نعت ہوگی، آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ کا چرچا ہوگا، لیکن فرد اور معاشرہ کی سطح پر کوئی عملی تبدیلی رونما نہیں ہوگی۔

12 ربیع الاوّل پہلے بارہ وفات کہلاتی تھی پھر عید میلاد النبی بن گئی۔ لیکن ہم اس بحث میں نہیں الجھتے کہ آپ ﷺ سرکار کی حقیقی تاریخ پیدائش یہی ہے یا نہیں، مورخین کی اکثریت ربیع الاوّل کی مختلف تاریخیں بتاتی ہے۔ بعض محققین ربیع الاوّل کے علاوہ دوسرے مہینوں کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ سید عبدالقادر جیلانیؒ آپؐ کی پیدائش 10 محرم بتاتے ہیں۔ ہم پورے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ روز قیامت مسلمان سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ بتاؤ ہم نے کس ماہ اور کس دن اپنے محبوب کو دنیا میں بھیجا تھا اور تم نے اُس روز جشن منایا تھا یا نہیں۔ آپ ﷺ پر درود بھیجنا کہ یہ سنت اللہ ہے اور آپ ﷺ کے اوصاف اور محاسن کا ذکر کرنا یقیناً کارِثواب ہے لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ کے احکامات پر عمل پیرا ہونے سے گریز کرنا اور سنت نبوی ﷺ کو اپنانے سے فرار اختیار کرنا کھلی منافقت ہے اور اللہ رب العزت کو منافقت سے شدید نفرت ہے۔ اسی لیے اُس نے جہنم کی بدترین وادی کو منافق کا ٹھکانا بنایا ہے۔ ہم غور کرنے کی تکلیف گوارا

ہفت روزہ لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
3 تا 9 ربیع الاوّل 1445ھ جلد 32
19 تا 25 ستمبر 2023ء شمارہ 36
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کریں تو بڑی آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ امتِ مسلمہ آج ذلت و رسوائی سے کیوں دوچار ہے؟ دشمن کا خوف ہمارے اذہان وقلوب پر کیوں مسلط ہے؟ شکست اور ہزیمت ہمارا مقدر کیوں ٹھہر گیا ہے؟ اس لیے کہ محسنِ انسانیتؐ سے ہماری محبت، اطاعت کی آمیزش نہیں رکھتی۔ نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت اللہ کی کبریائی کو دنیا میں کارفرما کرنا اور اُس نظام عدل وقسط کو قائم کرنا تھا جس کے بنیادی قواعد اللہ رب العزت نے اپنی آخری کتاب میں نازل کر دیے تھے۔ پھر یہ کہ امتِ مسلمہ کو امتِ وسط قرار دیا تھا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اس کا بنیادی فریضہ بنایا گیا تھا۔ لیکن یہ قوم دوسروں کو معروف کا حکم کیا دیتی اور منکر کے راستے کا پتھر کیا بنتی، اس کا اپنا حال یہ ہے کہ ستاون اسلامی ممالک میں سے ایک ملک بھی ایسا نہیں ہے کہ اُسے صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست کہا جا سکے، جہاں ہر کام سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہو کہ اللہ کا حکم کیا ہے، پیارے نبی ﷺ کی سنت کیا ہے۔

آخرت میں سرخرو ہونے کے لیے اور دنیا میں عزت و وقار کا مقام حاصل کرنے کے لیے ہمیں سیرت نبوی ﷺ سے روشنی حاصل کرنی ہوگی اور صحابہؓ کے کردار کا جائزہ لینا ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے یوم پیدائش پر جشن تو نہیں مناتے تھے لیکن جہاں آپ ﷺ کا پسینہ گرتا تھا وہاں ان کا خون گرتا تھا۔ آپ ﷺ کے اشارۂ ابرو پر جان کی بازی لگانے سے گریز نہیں کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مکہ کی بے آب وگیاہ زمین کے یہ مکین قیصر وکسریٰ پر حاوی ہو گئے۔ ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں تلوار پکڑ کر بحر وبر کو وہ روندتے چلے گئے۔ صحرا نہ جنگل نہ پہاڑ کوئی ان کے راستے میں حائل نہ ہو سکا، حالانکہ ہماری طرح اُن کے بھی دو ہاتھ دو پاؤں تھے، لیکن اُن کے قلوب قرآن کی دولت سے مزین تھے۔ اُن کے سامنے نبی ﷺ کی سیرت تھی اور سنتِ رسول ﷺ اُن کا ہتھیار تھا۔ آج بھی ہمارے مسائل کا واحد حل یہ ہے کہ ہم اپنے قول وفعل کا تضاد دور کریں۔ ہماری زبانیں اگر حضور ﷺ کی نعت سے تر ہوں تو ہمارے افعال ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق ہوں۔ ہم سنت رسول ﷺ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں اور صرف ماہ ربیع الاوّل ہی نہیں ہر دن ہر شب کی نسبت حضور ﷺ سے جوڑ دیں، کسی صورت اللہ کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو اور کبھی سنت رسول ﷺ کا دامن ہمارے ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ ہماری زندگیاں اس بات کی گواہ ہوں کہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(31 اگست تا 4 ستمبر 2023ء)

جمعرات (31-اگست) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ اس کے بعد شعبہ نظامت سے میٹنگ کی۔ شام کو ''امیر سے ملاقات'' کے پروگرام کی ریکارڈنگ کروائی۔

جمعہ (یکم ستمبر) کو مرکز میں خصوصی مشاورتی اجتماع میں شرکت کی۔ قرآن اکیڈمی لاہور میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعدازاں حلقہ پنجاب جنوبی کے سالانہ دورہ کے لیے ناظم اعلیٰ کے ہمراہ ملتان روانگی ہوئی۔ بعد نماز مغرب قرآن اکیڈمی ملتان پہنچے۔ امیر حلقہ نے امیر محترم کا استقبال کیا۔ نائب ناظم اعلیٰ محمد ناصر بھٹی پہلے ہی قرآن اکیڈمی پہنچ چکے تھے۔ امیر حلقہ کی رہائش گاہ پر عشائیہ کے بعد رات 9 بجے قرآن اکیڈمی واپسی ہوئی۔

ہفتہ (02-ستمبر) بعد نماز فجر 08 بجے مقامی تنظیم ملتان شمالی کے بزرگ رفیق شیخ حفیظ الرحمن کے گھر ملاقات وناشتہ کے لیے گئے۔ سابقہ امیر حلقہ ڈاکٹر محمد طاہر خان خاکوانی بھی مدعو تھے۔ یہاں سے فراغت کے بعد 09:30 بجے دن قرآن اکیڈمی میں 18 علماء کرام سے ملاقات میں باہمی تعارف کے بعد ''بقائے پاکستان: نفاذ عدل اسلام'' مہم کے حوالے سے مختصر گفتگو فرمائی اور سوالات کے جوابات دیے۔ یہ پروگرام نماز ظہر تک جاری رہا۔ بعد نماز عصر مقامی تنظیم ملتان شہر کے نئے امیر محمد رمضان قادری سے قرآن اکیڈمی میں ہی ملاقات کی۔ بعد نماز مغرب آئیڈیل مارکی، طارق روڈ پر ''پاکستان کے مسائل اور ان کا حل'' کے موضوع پر اجتماع عام سے خطاب کیا۔ اس میں تقریباً 800 افراد نے شرکت کی۔ بعد نماز عشاء حلقہ کے ناظم تربیت عثمان صابر کی دعوت پر عشائیہ میں شرکت کی۔

اتوار (03-ستمبر) صبح 08:30 بجے حلقہ کے اجتماع میں شرکت کی۔ حلقہ کے جائزہ کے بعد نئے شامل ہونے والے رفقاء سے تعارف حاصل کیا۔ پھر تقریباً 02 گھنٹے پر محیط سوال وجواب کی نشست جاری رہی۔ بعدازاں مبتدی وملتزم رفقاء کی بیعت کا اہتمام کیا گیا۔ اجتماع میں شریک رفقاء کی تعداد 350 کے قریب تھی۔ بعد نماز ظہر اجتماعی ظہرانے میں شرکت کی۔ 02:00 بجے حلقہ کی شوریٰ سے ملاقات کی۔ اس موقع پر معاونین حلقہ اور مقامی تناظیم کے معاونین ونقباء کا تعارف کروایا گیا۔ اس کے بعد سوال وجواب کی نشست ہوئی، جو 4 بجے تک جاری رہی۔

04 سے 05 بجے تک مقامی تنظیم نیو ملتان کے نئے امیر محمد مشتاق خان صاحب سے تفصیلی ملاقات کی۔ بعد نماز عصر مقامی امیر ملتان غربی، راؤ سلمان خوشی صاحب سے بھی ایک گھنٹہ ملاقات رہی۔ پورے پروگرام کے دوران امیر محترم کے ساتھ ناظم اعلیٰ، نائب ناظم اعلیٰ اور مقامی امیر شریک رہے۔ رات ملتان سے کراچی واپسی ہوئی۔

پیر (03-ستمبر) سینئر رفیق تنظیم، حلقہ کراچی شمالی، ڈاکٹر محفوظ عالم کے والد کی تعزیت کے لئے ان کے گھر جانا ہوا۔ انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے ہیڈ آفس میں بانی محترمؒ کے عقیدت مند ڈاکٹر ولی مغنی (پی ایچ ڈی، ایروناٹکس) سے ملاقات کی اور دعوت وخدمت دین کے تعلق سے مشورے دیے۔ شام کو مفتی سفیان بلند صاحب سے مقامی امیر شاہد خان، حلقہ کراچی وسطی کے ہمراہ ملاقات کی اور کچھ امور پر تنظیمی موقف پیش کیا۔

منگل (04-ستمبر) ڈاکٹر حبیب الرحمان اور ڈاکٹر مفتی عمران سے ملاقات رہی۔ یہ حضرات ایک بہت قیمتی اور تحقیقی انسائیکلو پیڈیا پر کام کر رہے ہیں جو مختلف زبانوں میں انٹرنیٹ پر پیش کیا جا رہا ہے۔ انہیں بانی محترمؒ کی کتب بھی پیش کی گئیں۔

دوران عرصہ نائب امیر سے مستقل آن لائن رابطہ رہا۔

عقیدہ ختم نبوت

تحفظ، مظاہر اور تقاضے

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 8 ستمبر 2023ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک تاریخی فیصلہ میں قادیانیوں کو کافر قرار دیا تھا۔ اسی مناسبت سے آج عقیدہ ختم نبوت کے مفاہیم، اس کے مظاہر اور اس حوالے سے بحیثیت مسلمان ہماری جو ذمہ داریاں ہیں ان پر کلام کرنا مقصود ہے۔ قرآن کریم میں ختم نبوت کے تعلق سے معروف آیت سورۃ الاحزاب میں ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝٤٠﴾ ’’(دیکھو!) محمد (ﷺ) تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں‘ بلکہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور سب نبیوں پر مہر ہیں۔ اور یقیناً اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔‘‘

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے عطا فرمائے مگر تینوں کا انتقال چھوٹی عمر میں ہوگیا تھا۔ آپ ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں۔ ایک منہ بولے بیٹے حضرت زیدؓ تھے، عرب منہ بولے بیٹے کو بھی حقیقی بیٹا سمجھتے تھے لیکن اس آیت کے ذریعے اس غلط تصور کا رد کر دیا گیا اور واضح کر دیا گیا کہ آپ ﷺ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں اور آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ یعنی آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

قرآن حکیم میں ختم نبوت کے تعلق سے صرف یہ ایک ہی آیت نہیں ہے بلکہ علماء نے قرآن کریم کے کم سے کم سو مقامات واضح کیے ہیں جہاں ختم نبوت کی طرف قرآن کریم میں اشارہ ملتا ہے۔ مثال کے طور پر ہم سورۃ البقرہ کے شروع ہی میں پڑھتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ﴾ (البقرۃ: 4) ’’اور جو ایمان رکھتے ہیں اُس پر بھی جو (اے نبی ﷺ) آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے‘ اور اُس پر بھی (ایمان رکھتے ہیں) جو آپؐ سے پہلے نازل کیا گیا۔‘‘

یعنی آپ ﷺ پر جو نازل کیا گیا اور آپ ﷺ سے پہلے انبیاء پر جو نازل کیا گیا اس پر ان کا ایمان ہے۔ یہاں یہ نہیں فرمایا کہ آپ ﷺ کے بعد بھی کچھ نازل ہوگا۔

مرتب: ابوابراهیم

لہٰذا یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی وحی نہیں آئے گی۔ اسی طرح سورۃ النساء میں فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ﴾ (آیت: 136)

’’اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر‘ اُس کے رسولؐ پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے نازل فرمائی اپنے رسولؐ پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے پہلے نازل فرمائی۔‘‘

ایسی تمام آیات میں یہ نہیں بتایا گیا کہ آپ ﷺ کے بعد بھی کچھ نازل ہوگا۔ یہ اس بات کا واضح اعلان تھا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ سے پہلے جو صحائف نازل ہوئے ان کے متعلق خود اللہ تعالیٰ قرآن میں بتا رہا ہے کہ ان میں لوگوں نے اپنے مفادات کے لیے تبدیلیاں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝٩﴾ (الحجر) ’’یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر نازل کیا ہے اور بلاشبہ ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔‘‘

آپ ﷺ آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا تاکہ یہ قیامت تک محفوظ رہے اور جو لوگ ہدایت کے طالب ہوں ان کو ہدایت ملتی رہے۔

پچھلے انبیاء آتے تھے وہ اپنی قوم کو پکارتے تھے ان کی رسالت خاص علاقے خاص وقت خاص قوم کے لیے ہوا کرتی تھی۔ جیسا کہ وہ پکارتے تھے:

﴿ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝٦٥﴾ (الاعراف) ’’اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو‘ تمہارا کوئی الٰہ اُس کے سوا نہیں ہے‘ تو کیا تم لوگ ڈرتے نہیں؟‘‘

لیکن اللہ کے رسول ﷺ کی دعوت تمام انسانوں کے لیے ہوتی تھی۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ﴾ (البقرۃ: 21)

’’اے لوگو! بندگی اختیار کرو اپنے اُس ربّ (مالک) کی۔‘‘

اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ سے کہلوایا گیا:

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ (الاعراف: 158) ’’(اے نبی ﷺ!) کہہ دیجیے اے لوگو! میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف‘‘

چونکہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اس لیے آپ ﷺ کی رسالت تمام انسانوں کے لیے ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں فرمایا گیا: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴾ (بنی اسرائیل) ”اور (اے نبی ﷺ!) نہیں بھیجا ہم نے آپؐ کو مگر بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا۔“

اسی طرح انجیل مقدس میں ایک جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

" H e will come and he will the mercy for all the worlds."

یعنی میں تو چلا جاؤں گا لیکن میرے بعد وہ (محمد رسول اللہ ﷺ) آئیں گے جو تمام جہانوں کے لیے رحمت ہوں گے۔ آپ ﷺ کے لیے انجیل کے انگریزی ترجمہ میں "The most admired one" کے الفاظ بھی آتے ہیں۔ قرآن کریم میں فرمایا: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ (الانبیاء) ”اور (اے نبی ﷺ!) ہم نے نہیں بھیجا ہے آپ کو مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر۔“

قرآن کریم میں ایسے کم و بیش سو کے قریب مقامات ہیں جہاں رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کی طرف واضح اشارہ ہے۔ اس کے بعد احادیث مبارکہ میں بھی تفصیل موجود ہے۔ جیسا کہ اس صحیح حدیث میں واضح ارشاد ہے: ((انا خاتم النبیین لا نبی بعدی)) ”میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔“

اسی طرح حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم آخری امت ہو تمہارے بعد کوئی امت نہیں اور میں آخری رسول ہوں میرے بعد کوئی رسول نہیں ہے۔“ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر بالفرض آج موسیٰ علیہ السلام بھی آ جائیں تو مجھے ماننے بغیر ان کو بھی کوئی چارہ کار نہیں ہوگا۔“

1974ء میں جب اسمبلی میں فتنہ قادیانیت کے رد کے لیے قانون سازی کا مرحلہ آیا تھا تو ہر طرح کی بحث ہوئی تھی۔ ایک نکتہ یہ بھی اُٹھایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تو آئیں گے، احادیث موجود ہیں جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی پیشن گوئیاں موجود ہیں تو پھر آخری نبی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوئے۔ اس کا بھی علماء نے جواب دیا کہ کوئی نیا نبی آپ ﷺ کی بعثت کے بعد نہیں آئے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی جب آئیں گے تو وہ اب نبی کی حیثیت سے نہیں آئیں گے بلکہ آپ ﷺ کی شریعت کے پابند ہوں گے۔

ختم نبوت کا عقیدہ اس قدر اہم ہے کہ صحابہ کرام ؓ نے اس کے تحفظ کے لیے باقاعدہ جنگیں لڑی ہیں اور شہادتیں پیش کی ہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی میں غلبہ دین کے لیے 259 صحابہ شہید ہوئے جبکہ آپ ﷺ کے بعد صرف جنگ یمامہ میں 1200 کے لگ بھگ صحابہ کرام ؓ نے شہادتیں پیش کیں۔ یہ جنگ مسیلمہ کذاب کے خلاف تھی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کے بعد کی اسلامی تاریخ بھی گواہ ہے جب بھی کوئی جھوٹی نبوت کا دعویدار اُٹھا ہے اس کے خلاف مسلمانوں نے باقاعدہ اعلان جنگ کیا ہے، قتال بھی کیا ہے اور تحفظ ختم نبوت کے لیے اپنی جانیں بھی پیش کی ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد بھی جب تحفظ ختم نبوت کی تحریک چلی تھی تو مسلمانوں نے اپنے جان و مال کی قربانیاں دی ہیں۔ اس کے بعد جا کر 1974ء میں اسمبلی میں معاملہ اُٹھا ہے اور وہاں 13 دن تک مسلسل بحث ہوئی ہے جس میں قادیانیوں کے دونوں گروپوں کو بھی اپنا موقف پیش کرنے کا موقع دیا گیا، دوسری طرف علماء نے فتنہ قادیانیت کا رد کیا۔ یہ ساری تفصیل آن دی ریکارڈ موجود ہے۔ ویب سائٹس پر بھی مل جائے گی۔ خاص طور پر عالمی مجلس ختم نبوت نے اس پر بڑا کام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے ختم نبوت

پریس ریلیز 15 ستمبر 2023ء

چین کا افغانستان سے سفارتی تعلقات قائم کرنے میں پہل کرنا امتِ مسلمہ کے لیے شرمناک ہے

شجاع الدین شیخ

چین کا افغانستان سے سفارتی تعلقات قائم کرنے میں پہل کرنا امتِ مسلمہ کے لیے شرمناک ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ 15 اگست 2021ء کو افغان طالبان نے 20 سالہ جہاد کے نتیجہ میں امریکہ اور دیگر طاغوتی قوتوں کو عبرت ناک شکست دے کر اپنے ملک سے نکال باہر کیا اور امارتِ اسلامیہ افغانستان کو از سرِ نو قائم کیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ پاکستان اور دیگر مسلم ممالک افغان طالبان کی جائز و قانونی حکومت کو فوری طور پر تسلیم کرتے، لیکن افسوس کا مقام ہے کہ عالمی طاغوتی قوتوں کا دباؤ قبول کرتے ہوئے مسلم ممالک نے سفید سامراج کے خلاف کامیابی حاصل کرنے والی افغان طالبان کی حکومت کو نہ صرف یہ کہ تسلیم نہ کیا گیا بلکہ بعض ممالک نے اُن کے استحکام کے راستے میں روڑے بھی اُٹکائے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے خطے کی بدلتی ہوئی صورتِ حال سے واضح ہو چکا ہے کہ امریکہ اور بھارت چین کے محاصرے اور مقاطع کی پالیسی پر تیزی سے عمل پیرا ہیں۔ گزشتہ چند برسوں کے دوران چین نے پاکستان سے معاشی اور دفاعی تعلقات بڑھانے کے لیے اقدامات کیے اور ہم نے بھی چین کو اسٹریٹیجک اتحادی قرار دیا۔ لیکن پاکستان کے بدستور امریکہ کے گھڑے کی مچھلی بنے رہنے کی خواہش کی وجہ سے اب چین دیگر آپشنز پر غور کر رہا ہے جن میں افغانستان سے تعلقات کی بحالی اور مضبوطی سرفہرست ہے۔ جس کا آغاز افغانستان میں اپنے سفیر کی تعیناتی سے کیا ہے۔ گویا چین نے افغانستان کی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ دوسری طرف امریکی سفیر کے دورۂ گوادر کے باعث چین کی تشویش اور بے چینی مزید بڑھی ہے جو کہ کسی صورت میں بھی ملکی مفاد میں نہیں۔ پھر یہ کہ نگران وزیر اعظم کا ایک ٹی وی انٹرویو میں افغان طالبان کی افغانستان میں حکومت کو ناجائز قرار دینا انتہائی شرمناک ہے۔ اُنہوں نے گزشتہ چند ماہ کے دوران پاک افغان باڈر پر بڑھتی ہوئی کشیدگی کو انتہائی تشویش ناک قرار دیا۔ اُنہوں نے کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان اور افغانستان کی حکومتیں صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں اور مل بیٹھ کر تمام مسائل کو حل کریں تا کہ پاکستان اور افغانستان کے مابین دوریاں پیدا کر کے دونوں ممالک کو نقصان پہنچانے کے منصوبے کو خاک میں ملایا جا سکے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

پر کچھ عقلی توجیہات بھی پیش کی ہیں۔ وہ فرماتے تھے کہ قدیم زمانوں میں دنیا کا رابطہ ایک علاقے سے دوسرے علاقے تک مشکل تھا۔ اس وجہ سے کسی ایک علاقے میں کوئی ایک نبی بھیجا گیا تو اس کے ساتھ کسی دوسرے علاقے میں بھی بھیجا گیا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک علاقے میں تھے اور حضرت لوط علیہ السلام دوسرے علاقے میں تھے۔ اسی طرح بنی اسرائیل میں ایک وقت میں کئی نبی ہوئے ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے زمانے تک دنیا کے مختلف علاقوں کا رابطہ ایک دوسرے کے ساتھ ہو چکا تھا۔ مکہ کے قریب جوجدہ کا ساحل تھا وہاں روم اور چین کے بحری جہاز لنگر انداز ہوتے تھے۔ یعنی مختلف ممالک کے درمیان تجارت اور آمدورفت کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو آخری نبی کے طور پر کامل دین دے کر بھیجا اور آپ ﷺ پر جو قرآن نازل ہوا اس کو اور آپ ﷺ کی سنت کو ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا۔ لہٰذا اب کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں ہے۔

پتھر کے زمانے کی تہذیب کچھ اور تھی، کانسی کے زمانے کی تہذیب کچھ اور تھی، لوہے کے زمانے کی تہذیب کچھ اور تھی۔ اسی طرح وقت کے ساتھ ساتھ انسان کی ضروریات اور مسائل بدلتے گئے۔ حالات کی تبدیلی سے نئی ہدایات کی ضرورت تھی، چنانچہ اللہ نے ہر دور میں انبیاء کو بھیجا جنہوں اس دور کے تقاضوں کے مطابق لوگوں کو اللہ کی طرف سے ہدایات پہنچائیں۔ حضور ﷺ کے دور تک ریاستی نظام وجود میں آ چکا تھا۔ لہٰذا اس سطح پر آ کر اللہ تعالیٰ نے دین کو مکمل فرما دیا۔ فرمایا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ (المائدۃ: 3)

''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے''

آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی پر یہ آیت نازل نہیں ہوئی، صرف آپ ﷺ پر ہوئی اور یہ ختم نبوت کی بڑی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی رسالت کو تمام انسانیت کے لیے قرار دیا۔ لہٰذا اب کسی نئے نبی کی ضرورت پیش نہیں آ سکتی۔

بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی کتاب ''نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت'' میں ان عقلی دلائل کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور قرآن و احادیث سے بھی حوالے دیے گئے ہیں۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے واضح فرامین کے بعد جو شخص ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۸﴾ (البقرۃ)

''اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے تو یہ ہیں کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر بھی اور یوم آخرت پر بھی، مگر وہ حقیقت میں مؤمن نہیں ہیں۔''

پس منظر میں یہود کا تذکرہ ہے جو اللہ کو ماننے کا دعویٰ کرتے تھے، آخرت کو ماننے کا دعویٰ کرتے تھے مگر رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا رسول نہیں مانتے تھے۔ ان کے بارے میں اللہ کہتا ہے کہ ان کا ایمان اللہ کو قبول نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے علمائے امت نے ایمان کی تکنیکی جہت بیان کی ہے کہ ہر وہ خبر جو محمد مصطفیٰ ﷺ نے دی اس کی تصدیق کرنا ایمان ہے۔

اللہ کے پیغمبر علیہ السلام پر آ کر نبوت ختم ہی نہیں ہوگئی بلکہ اس کی تکمیلی شان بھی سامنے آئی، انبیاء پہلے بھی آئے مگر محمد مصطفیٰ ﷺ امام الانبیاء کی حیثیت میں آئے، دین، کتاب اللہ تعالیٰ پہلے بھی نازل فرماتا رہا مگر امتیازی شان محمد مصطفیٰ ﷺ کی بیان ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ (الصف: 9) ''وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو الہدیٰ اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کر دے اس کو پورے نظامِ زندگی پر''

23 برس کی جدوجہد میں حضور ﷺ کا اپنا خون اطہر طائف کی گلیوں میں، احد کے میدان میں بہا، اپنے پیارے صحابہؓ کی لاشیں حضور ﷺ نے دیکھیں، ان کی جانوں کے نذرانے پیش کیے تب اللہ کا دین غالب ہوا۔ یہ ختم نبوت کا تکمیلی مظہر اور اعلان ہے کیونکہ حضور ﷺ کے ہاتھوں اللہ کا دین بالفعل غالب ہوگیا۔ سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا:

﴿وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝۸۱﴾ ''اور آپؐ کہہ دیجیے کہ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا۔ یقیناً باطل ہے ہی بھاگ جانے والا۔''

سورۃ النصر میں ہے: ﴿وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝۲﴾ ''اور آپؐ دیکھ لیں لوگوں کو داخل ہوتے ہوئے اللہ کے دین میں فوج در فوج۔''

یہ دین کا تکمیلی مظہر ہے۔ تاریخ انسانی کا عظیم ترین انقلاب آپ ﷺ کی قیادت اور رہنمائی میں رونما ہوا۔ اس انقلاب کے لیے نبی اکرم ﷺ نے قرآن کے ذریعے لوگوں کی تربیت کی تھی۔ دین کا یہ غلبہ اور بالفعل قیام ختم نبوت کا ایک تکمیلی مظہر تھا اور یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی امتیازی شان تھی۔

حضور ﷺ کی ایک امتیازی شان یہ بھی ہے کہ آپؐ کی رسالت universal ہے، تمام انسانیت کے لیے ہے۔ حدیث موجود ہے کہ پوری دنیا پر اسلام نافذ ہوگا، دنیا کا کوئی گھر ایسا نہیں بچے گا جس میں اسلام داخل نہ ہو چاہے وہ پکی اینٹوں کا بنا ہو یا کچے گارے کا بنا ہو، اسلام اس میں داخل ہو کر رہے گا۔ یا تو گھر والے کو عزت ملے گی کہ وہ اسلام قبول کرے گا اور اسے مسلمانوں کے برابر حقوق ملیں گے یا پھر اُسے ذلت ملے گی کہ ذمی بن کر رہے گا اور اسلام کی بالادستی کو قبول کرنا پڑے گا۔ قیامت سے پہلے یہ ہونا ہے۔ اس کا آغاز حضور ﷺ کی زندگی میں ہو گیا تھا جب آپ ﷺ نے سلطنت روم کے خلاف لشکر بھیجا تھا۔ آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ مشن کو آگے بڑھایا اور سلطنت روما اور فارس کو فتح کر کے اسلام کا جھنڈا لہرایا۔ اب یہ ذمہ داری امت مسلمہ کے کندھوں پر ہے۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ ختم نبوت کے عقیدے کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ ہر مسلمان آپ ﷺ کے اس مشن کو لے کر چلے اور دنیا میں اسلام کے غلبہ کی جدوجہد کرے۔ بے شک ختم نبوت کے عقیدہ کا تحفظ، مرتد لوگوں کے خلاف کارروائی، جھوٹے مدعیان نبوت کا قلع قمع، گستاخان رسول کے خلاف اقدام، یہ سب بھی ختم نبوت کے عقیدے کا تقاضا ہے لیکن نبی اکرم ﷺ کے مشن کو تھام کر اللہ کے دین کے قیام کی جدوجہد کرنا بھی تحفظ ختم نبوت کا تقاضا ہے اور یہ بھی ہر اُمتی کی ذمہ داری ہے۔ کیونکہ نبوت تو ختم ہو چکی لہٰذا اب یہ کام اُمت نے کرنا ہے۔

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

ہم نے 76 برس پہلے یہ مملکت حاصل کی تھی تو اس لیے کہ دین کا ایک نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔ تحفظ ختم نبوت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ ہم یہاں اللہ کا دین قائم و نافذ کریں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

❁❁❁

اخلاقیات کے میدان میں نبی اکرم ﷺ
کی اِتمامی اور تکمیلی شان کا اصل مظہر

عدل واعتدال

ڈاکٹر اسرار احمد ؒ

یہ مقالہ حکومتِ پاکستان کی وزارت مذہبی اُمور کے زیر اہتمام منعقدہ نیشنل سیرت کانفرنس (ربیع الاوّل 1402ھ/1982ء) میں پڑھا گیا

یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ نبی اکرم ﷺ صرف ایک نبی ہی نہیں خاتم النّبیین ہیں اور آپؐ پر نبوت ختم ہی نہیں مکمل بھی ہوئی ہے...... اور آپ ﷺ صرف ایک رسول ہی نہیں آخر المرسلین ہیں اور آپؐ کی رسالت آخری ہی نہیں دائمی بھی ہے...... اور ہر پہلو اور ہر جہت سے اِکمال وتکمیل اور اتمام وتتمیم ہی آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کی امتیازی شان ہے۔ چنانچہ سورۃ المائدۃ کی آیت 3 میں بھی ''اَکۡمَلۡتُ'' اور ''اَتۡمَمۡتُ'' ہی کے الفاظ استعمال ہوئے' یعنی:

﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ﴾

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کا بھی 'اکمال' کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کا بھی 'اتمام' کر دیا اور تمہارے لیے (ابد الآباد تک کے لیے) 'اسلام' کو بطورِ دین پسند کر لیا۔''

اور سورۃ التوبۃ کی آیات 32، 33 اور سورۃ الصّف کی آیات 8، 9 میں بھی ''اظھارُ دینِ الحقّ علی الدّین کُلّہٖ'' کے ضمن میں متصلاً ذکر فرمایا گیا 'اتمامِ نور' کا۔ سورۃ التوبۃ میں ﴿وَیَاۡبَی اللّٰہُ اِلَّاۤ اَنۡ یُّتِمَّ نُوۡرَہٗ﴾ کے الفاظ میں اور سورۃ الصّف میں ﴿وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ﴾ کے الفاظ میں۔ دونوں مقامات پر ﴿وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ ۝﴾ کے تہدید آمیز الفاظ کے اضافہ کے ساتھ!

اور یہی شان ظاہر ہوتی ہے آنحضور ﷺ کے ان اقوالِ مبارکہ میں کہ: ((اِنَّمَا بُعِثۡتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الۡاَخۡلَاقِ)) اور ((اِنَّمَا بُعِثۡتُ لِاُتَمِّمَ حُسۡنَ الۡاَخۡلَاقِ)) یعنی میں تو مبعوث ہی اسی لیے ہوا ہوں کہ 'مکارمِ اخلاق' اور 'محاسنِ اخلاق' کی تکمیل وتتمیم کر دوں۔

یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ آپ ﷺ سے پہلے کے جلیل القدر انبیاء اور اُولوالعزم رسل علیہم السلام اَخلاقِ حسنہ کی جن بلندیوں اور رفعتوں پر نظر آتے ہیں ان میں آنحضور ﷺ کی بعثت سے کون سا تکمیلی یا تتمیمی اضافہ ہوا ہے؟ ...... کیا یہ واقعہ نہیں کہ دعوت وتبلیغ کے ضمن میں لوگوں کی جانب سے ایذاء ومخالفت پر صبر میں حضرت نوح علیہ السلام بلند ترین مقام پر ہیں جنہوں نے ساڑھے نو سو برس تک صبر ومصابرت پر مداومت کی۔ اسی طرح جان و مال کے ضمن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے ابتلاء و آزمائش پر صبر کی چوٹی پر فائز ہیں حضرت ایوب علیہ السلام جن کا صبر ضرب المثل ہے۔ حسنِ خلق اور تواضع میں بلند ترین مقام پر ہیں سیدنا ابراہیم علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔ مقامِ شکر پر بتمام وکمال متمکن نظر آتے ہیں حضرت داؤد وسلیمان علیہما السلام۔ مخاطبہ ومکالمہ ٔالٰہی میں ممتاز اور غیرت وحمیت دینی سے سرشار نظر آتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام' تو تائیدِ روح القدس کے اعتبار سے نمایاں ترین اور زہد وورع کی بلند ترین چوٹیوں پر متمکن نظر آتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ اسی طرح حِلم ختم ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام پر' تو تبتّل کی انتہا نظر آتی ہے حضرت یحییٰ علیہ السلام میں...... چنانچہ سوال یہ ہے کہ اخلاقیاتِ انسانی کے میدان میں نبی اکرم ﷺ کی امتیازی شان کیا ہے...... اور بالخصوص آپؐ کا وہ کارنامہ کون سا ہے جسے محاسن ومکارمِ اخلاق کی تکمیل وتتمیم کا مظہر قرار دیا جا سکے؟

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خود آنحضور ﷺ کی سیرت وشخصیت مبارکہ کا نمایاں ترین وصف...... اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات کا نقطۂ ماسکہ' اور آپ ﷺ کے قائم کردہ نظامِ اجتماعی کی امتیازی شان ہے: عدل واعتدال!!

اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماءِ حسنیٰ کی تفصیل پر مشتمل جو حدیث امام ترمذیؒ اور امام بیہقیؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا ایک نام نامی اور اسم گرامی ''العَدل'' بھی ہے' یعنی سراپا عدل ومجسم انصاف۔ قرآن حکیم میں اگرچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ نام وارد نہیں ہوا' تاہم متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ کی اس شان کا ذکر موجود ہے' مثلاً:

(1) ﴿وَاللّٰہُ یَقۡضِیۡ بِالۡحَقِّ ؕ﴾ (المؤمن:20)
''اللہ تعالیٰ فیصلے صادر فرماتا ہے بالکل حق کے ساتھ۔''

(2) ''تیرے رب کی (ہر) بات صدق وعدل کے (جملہ معیارات کے) مطابق پوری ہو چکی ہے۔'' (الانعام:115)

(3) ''خود اللہ بھی گواہ ہے کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور فرشتے اور تمام اہل علم بھی گواہ ہیں' وہی عدل و انصاف کو لے کر کھڑا ہے!'' (آل عمران:18)

صوفیائے کرامؒ کے حلقے میں ایک 'حدیثِ نبویؐ' ''تَخَلَّقُوۡا بِاَخۡلَاقِ اللّٰہِ'' کثرت سے بیان ہوتی ہے' اور اگرچہ بعض محدثین کرام کو اس کی سند پر کلام ہے تاہم اس کا مضمون بھی قرآن مجید کے متعدد مقامات سے ثابت ہے' مثلاً سورۃ التغابن میں ارشاد ہوتا ہے:

''اگر تم معاف کر دیا کرو اور درگزر سے کام لیا کرو اور لوگوں کی خطاؤں کو بخش دیا کرو تو اللہ بھی غفور اور رحیم ہے۔'' (آیت:14)

ظاہر ہے کہ یہ الفاظِ مبارکہ لوگوں کو ترغیب دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شانِ غفوری اور رحیمی کا ایک عکس اپنے اندر بھی پیدا کرو۔ اب اگر یہ بات اصولاً درست ہے تو اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہی کہ جملہ صفات و شئونِ باری تعالیٰ کا کامل واکمل اور جامع ترین عکس ہے ذاتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام...... اور چونکہ صفاتِ باری تعالیٰ میں بعض بظاہر ایک دوسرے سے متضاد بھی ہیں' جیسے یہ کہ وہ ''الۡمُعِزّ'' بھی ہے اور ''الۡمُذِلّ'' بھی' ''الرَّافِع'' بھی ہے اور ''الۡخَافِض'' بھی' ''الۡقَابِض'' بھی ہے اور ''الۡبَاسِط'' بھی...... اسی طرح ''الظَّاہِر'' بھی ہے اور ''الۡبَاطِن'' بھی اور ''الۡغَفُوۡر'' بھی ہے اور

"الْمُنْتَقِمُ" بھی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا اہم ترین وصف ہوگا 'عدل' جو نہ صرف جملہ مخلوقات کے مابین عدل و انصاف کی صورت میں جلوہ گر ہوگا بلکہ خود اُس کی جملہ صفات وشئون میں توازن واعتدال کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ شاید یہی رمز ہو اس میں کہ جبکہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے اَسماءِ حسنیٰ یا اسم فاعل کی صورت میں ہیں یا صفتِ مُشبّہ (فعیل) کے وزن پر یا اسم مبالغہ (فَعّال یا فَعُول) کے اوزان پر وہاں اسم احسن 'العدل' مصدر پر مبنی ہے...... بہرحال اسی اسم احسن 'العدل' کا عکس کامل ہیں نبی اکرم ﷺ...... گویا آپؐ 'العادل' ہیں یعنی 'عادل کامل'......!! چنانچہ ایک جانب خود آپ ﷺ کی اپنی سیرتِ مطہرہ عظیم ترین مظہر ہے عدل واعتدال کا اور آپ ﷺ کی شخصیت مبارکہ حسین ترین امتزاج ہے جلال و جمال اور بشریت وملکیت کا۔ بقول علامہ اقبال مرحوم ؎

شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقر جنید و بایزید تیرا جمالِ بے نقاب !

واقعہ یہ ہے کہ دُنیا پرستی یا حبِ عاجلہ اور ترکِ دُنیا یا رہبانیت کی دو انتہاؤں کے مابین صحیح ترین نقطۂ عدل تلاش کرنا ہو تو وہ ملے گا محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مطہرہ میں۔ اسی طرح عورت کو بھیڑ بکری کی طرح کی ملکیت اور جوتی کی نوک سمجھنے اور اختیارات ومعاملات کو اُس کے حوالے کر کے خود تابع مہمل بن جانے کی افراط وتفریط کے مابین اعتدال کی روش دیکھنی ہو تو وہ بھی ملے گی محمد رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں۔ اسی طرح اِسراف وتبذیر اور بخل وشح کی انتہاؤں کے مابین اعتدال کا رویہ دیکھنا ہو تو وہ بھی نظر آئے گا آنحضور ﷺ کی ذاتِ مقدسہ میں۔ اسی طرح ایک طرف ذاتی معاملات میں خون کے پیاسوں تک کو معاف کر دینے میں ﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط﴾ (آلِ عمران: 134) کی مکمل تصویر اور دوسری طرف اللہ کے دین کے قیام اور اس کی حدود کے اجراء و نفاذ کے ضمن میں ﴿وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ﴾ (النور: 2) کا کامل مرقع اگر بیک وقت دیکھنا ہو تو وہ بھی میسر آئے گا صرف سیرتِ محمدی ﷺ میں۔ وَقِس علیٰ ذٰلِكَ:

دوسری طرف جو تعلیم آپ ﷺ لے کر آئے اس میں بنیادی اہمیت ہے عدل وانصاف اور قیامِ نظام عدل وقسط کو۔ بفحوائے آیاتِ قرآنی:

(1) "اور جب تم لوگوں کے مابین فیصلہ کرو تو عدل سے کام لو۔" (النساء:58)

(2) "اور اگر آپ ان کے مابین فیصلہ کرنا قبول ہی کر لیں تو فیصلہ انصاف کے ساتھ کریں۔" (المائدۃ:42)

(3) ﴿قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ قف﴾ (الاعراف:29) "کہہ دیجیے کہ میرے رب نے تو عدل وانصاف کا حکم دیا ہے"

(4) "یقیناً اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے عدل کا" (النحل:90)

(5) "اور جب بھی بات کرو تو انصاف کے مطابق کرو خواہ معاملہ کسی قرابت دار ہی کا ہو" (الانعام:152)

(6) "اے ایمان والو! عدل وانصاف کے علمبردار بن کر کھڑے ہو جاؤ اور اللہ کے حق میں گواہی دو خواہ وہ تمہارے اپنے خلاف پڑ رہی ہو' خواہ تمہارے والدین اور اقرباء کے خلاف جا رہی ہو۔" (النساء:135)

(7) "اے ایمان والو! اللہ کے علمبردار اور عدل وانصاف کے گواہ بن کر کھڑے ہو جاؤ' اور تمہیں کسی قوم کی دشمنی اس پر آمادہ نہ کر دے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو' یہی تقویٰ کے قریب تر ہے۔" (المائدۃ:8)

(8) ﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ج﴾ (الحدید:25)
"ہم نے بھیجا اپنے رسولوں کو بینات دے کر اور نازل کی اُن کے ساتھ کتاب اور میزان تاکہ لوگ قائم ہوں عدل و انصاف پر"

(9) "اور کہہ دیجیے میں ایمان رکھتا ہوں اُس کتاب پر جو اللہ نے نازل فرمائی ہے' اور مجھے حکم ہوا ہے کہ تمہارے مابین عدل قائم کروں۔" (الشوریٰ:15)

(10) ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ O﴾ (المائدۃ' الحجرات' الممتحنۃ) "یقیناً اللہ محبت فرماتا ہے انصاف کرنے والوں سے۔"

چنانچہ واقعہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک جانب تو فصلِ خصومات اور رفعِ نزاعات کے لیے وہ سنہری اصول متعین فرمائے جن کو آج عالمِ انسانی میں قبولِ عام حاصل ہے۔ مثلاً یہ کہ کسی ایک فریق کی بات سن کر اور فریق ثانی کو صفائی کا موقع دیے بغیر فیصلہ سنا دینا غلط ہے' یا یہ کہ دلیل یا ثبوت مہیا کرنے کی ذمہ داری مدعی کی ہے نہ کہ مدعا علیہ کی' اور اگر مدعی ثبوت نہ دے سکے تو مدعا علیہ کی جانب سے محض قسم یا حلف بھی دعوے کو باطل کرنے کے لیے کافی ہے' یا یہ کہ شک کا فائدہ ملزم کو پہنچتا ہے...... نتیجتاً خواہ ایک سو مجرم بری ہو جائیں لیکن کوئی ایک بے گناہ بھی خواہ مخواہ سزا نہ پائے۔ اور آخری لیکن اہم ترین یہ کہ قانون کی نگاہ میں سب لوگ برابر ہیں۔ کسی بڑے سے بڑے انسان حتیٰ کہ سربراہِ مملکت کو بھی کوئی امتیازی مقام یا خصوصی تحفظ حاصل نہیں ہے...... دوسری طرف آپ ﷺ نے وہ نظامِ عدلِ اجتماعی قائم فرمایا جس کی یاد تا حال نوعِ انسانی کی اجتماعی یادداشت میں ایک 'حسین خواب' کی مانند باقی ہے۔

بنظر غائر دیکھا جائے تو اس نظامِ عدلِ اجتماعی کا اصل وصف بھی عدل و اعتدال ہی ہے' چنانچہ اس میں نظامِ سیاست وحکومت کے ضمن میں ایک جانب انسانی حاکمیت اور لادینی جمہوریت اور دوسری جانب مذہبی طبقے کی حکومت و آمریت کے مابین حاکمیتِ الٰہی (Divine Sovereignty) اور عوامی حکومت (Popular Vicegerency) کا معتدل اور متوازن راستہ اختیار کیا گیا...... اسی طرح نظامِ معیشت کے باب میں ایک جانب انفرادی ملکیت مطلقہ اور مادر پدر آزاد معیشت سے پیدا شدہ Haves اور Have-nots کی شدید اونچ نیچ اور طبقاتی تقسیم اور دوسری جانب انفرادی ملکیت کی نفیٔ مطلق اور جبری مساوات کے مابین تصورِ امانت پر مبنی محدود ذاتی تصرف اور حدودِ حلال وحرام کی پابند معیشت کی درمیانی راہ اختیار کر کے اجتماعیاتِ انسانیہ کی دو اعلیٰ ترین اَقدار یعنی آزادی اور مساوات کے مابین بھی عدل قائم کر دیا۔

مختصر یہ کہ عدل وانصاف اور توازن واعتدال کے ضمن میں انسان کی جھولی میں فی الوقت اگر کچھ موجود ہے تو وہ لازماً محمد رسول اللہ ﷺ کا عطیہ ہے اور اگر نوعِ انسانی ان کے حصول کے لیے کوشاں ہے تو گویا وہ ابھی نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی تلاش میں سرگرم ہے۔ گویا بقول علامہ اقبال مرحوم ؎

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو
آن کہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نورِ مصطفیٰؐ او را بہاست
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰؐ است

۞۞۞

پاکستان کے حالات نے ثابت کر دیا ہے کہ اب آخری حل وہی ہے جس کی نشاندہی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے کی تھی کہ قرآنی تربیت کی روشنی میں ایسے افراد تیار ہوں جو اس باطل نظام کو اس کی جڑوں سے اُکھاڑ پھینکیں اور اس کی جگہ اسلامی اصولوں کے مطابق نیا نظام قائم کریں: ایوب بیگ مرزا

اگر افغان طالبان بھی امریکی دباؤ قبول کر لیتے اور اشرافیہ کو حکومت میں شامل کرتے تو آج افغانستان کا حال بھی شاید ہم سے مختلف نہ ہوتا: رضاء الحق

پاکستان کی سیاسی و معاشی بدحالی کا ذمہ دار کون؟ کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: پاکستان اس وقت مشکل ترین حالات سے گزر رہا ہے اور مختلف قسم کے بحران اس کو درپیش ہیں۔ پاکستان کو اس حال تک پہنچانے کا ذمہ دار کون ہے؟

رضاء الحق: کچھ معیارات ایسے ہوتے ہیں جن کی بنیاد پر پرکھا جاتا ہے کہ کوئی ریاست قائم ہونے کے بعد کامیابی کی طرف جا رہی ہے یا نہیں۔ سب سے اہم کسی ریاست کا اپنے وجود کو برقرار رکھنا ہوتا ہے۔ ہم بدقسمتی سے آدھا ملک 1971ء میں کھو چکے ہیں اور باقی ماندہ ملک کی سلامتی کو بھی خطرات لاحق ہو چکے ہیں۔ ایک طرف ہمارا ازلی دشمن بھارت ہے جو در اندازی کر رہا ہے، دوسری طرف دہشت گردی کا بھی خطرہ ہے۔ پھر یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ کوئی ریاست اپنے قیام کے بعد کس حد تک اپنا آئینی اور اخلاقی جواز برقرار رکھنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ پاکستان کی تاریخ پر ایک طائرانہ نظر دوڑائی جائے تو اخلاقی سطح پہ بھی ہم پسپا ہی ہو رہے ہیں اور آئینی حوالے سے بھی ریاست اپنا اعتماد کھو رہی ہے۔ ہم اپنے آئینی تقاضوں اور اصولوں کو خود ہی پاؤں تلے روندتے رہے ہیں۔
اسی طرح ریاست اپنے اندر سیاسی، معاشی اور معاشرتی سطح پر عدل و انصاف قائم کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہے لیکن اس دائرے میں بھی ہم عوام کا اعتماد کھو چکے ہیں، پھر یہ کہ ہمارے آئین میں طے کر دیا گیا تھا کہ حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہوگی اور کوئی قانون سازی قرآن وسنت کے منافی نہیں ہوگی لیکن اس سطح پر بھی ہم نے آئین کی پاسداری نہیں کی۔ جہاں تک بحیثیت مسلمان قوم ہمارا تعلق ہے تو ایک اسلامی معاشرے کا قیام ہماری ذمہ داری تھی۔ ہمارے معاملات باہمی مشاورت سے حل ہوتے، جیسا کہ فرمایا گیا:

﴿وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠﴾ (الشوریٰ: 38)

”اور ان کا کام آپس میں مشورے سے ہوتا ہے۔“

اسی طرح سورۃ الحج میں ارشاد ہوتا ہے:

”وہ لوگ کہ اگر انہیں ہم زمین میں تمکّن عطا کر دیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔ اور تمام امور کا انجام تو اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔“ (آیت: 41)

ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا لہٰذا ہماری یہ ذمہ داری تھی کہ ہم یہاں نماز، زکوٰۃ وعشر، عدل وانصاف کا نظام قائم کرتے۔ یعنی مختصراً یہ کہ اپنی سیاست، معیشت اور معاشرت کو اسلامی اصولوں کے مطابق قائم کرتے۔ اسی طرح بحیثیت اُمتی ہمارے اوپر ایک اور انتہائی اہم ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے۔ سورہ آل عمران میں فرمایا:

”تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے، تم حکم کرتے ہو نیکی کا، اور تم روکتے ہو بدی سے، اور تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔“ (آیت: 110)

مرتب: محمد رفیق چودھری

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔ اس پر غور کیا جائے تو اسلام کا پورا نظام عدل اجتماعی سمجھ آ جاتا ہے اور اس کا عوام کی فلاح اور بہبود سے گہرا تعلق ہے۔ ریاست کا بنیادی مسئلہ یہ نہیں ہوتا کہ حکومت کون کرے بلکہ بنیادی مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ عوام کے حقوق کس طرح فراہم کیے جائیں، ان کی فلاح اور بہبود کا خیال کس طرح رکھا جائے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ مسلمانوں کی اُخروی فلاح کا سامان کرے۔ یہ بحیثیت مسلمان قوم ہماری ذمہ داریاں تھیں۔ لیکن بدقسمتی سے ہوا یہ کہ کالونیل دور میں انگریز سامراج اور اس کی پالی ہوئی سیکولر اشرافیہ نے جو نظام ترتیب دیا تھا وہی آزادی کے بعد جوں کا توں برقرار رہا اور وہی اشرافیہ اس پر قابض رہی۔ جس طرح کالونیل دور میں عوام کا استحصال کر کے اس اشرافیہ نے مفادات حاصل کیے اسی طرح آزادی کے بعد بھی اس نے عوام کے حقوق سلب کر کے ذاتی فوائد اُٹھائے۔ اس اشرافیہ میں سول اور ملٹری بیوروکریسی بھی شامل ہے، جاگیردار، وڈیرے اور سرمایہ دار بھی شامل ہیں، عدلیہ اور سیاست کے کردار بھی شامل ہیں۔ یہ سب پاکستان کو موجودہ حالت تک پہنچانے کے ذمہ دار ہیں۔

سوال: پاکستان میں آئندہ انتخابات چاہے اس سال کے آخر میں ہو جائیں یا نئے سال کے آغاز میں ہو جائیں، آپ کیا کہتے ہیں، ان انتخابات کے انعقاد سے پاکستان کے حالات میں کچھ بہتری کی توقع ہے؟

ایوب بیگ مرزا: دنیا میں جو حقیقی جمہوری ممالک ہیں وہاں تو یہ سوال عجیب لگتا ہے کہ کیا انتخابات وقت پر ہوں گے۔ یعنی وہاں پر یہ تصور ہی نہیں ہے کہ انتخابات وقت پر نہیں ہوں گے۔ امریکہ میں الیکشن کا دن تک مقرر ہے، اس سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد انتقال اقتدار کا دن بھی مقرر ہے، انہوں نے اپنا ہر کام وقت پر کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہی جمہوریت کا بنیادی تقاضا ہے۔ پاکستان کے آئین میں بھی انتخابات کا وقت مقرر ہے۔ اگر اسمبلی وقت سے قبل ٹوٹ جائے تو تین ماہ کے اندر الیکشن ہوں گے۔ اگر اسمبلی اپنی مدت پوری کر لے تو دو ماہ میں الیکشن ہوں گے۔ لیکن ہمارے ہاں آئین کی خلاف ورزی پہلے بھی ہوتی رہی ہے اور اب تو سرعام ہو رہی ہے۔ اس سے پہلے جمہوری دور میں ہمیشہ الیکشن وقت پر ہوئے ہیں یا وقت سے قبل ہوئے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ جمہوری حکومت نے انتخابات وقت پر نہ کرا کر آئین کی خلاف ورزی کی ہو۔ ایسا بھی پہلے نہیں ہوا کہ الیکشن کے حوالے سے سپریم کورٹ کے فیصلے کو بھی رد کر دیا گیا ہو۔ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ کیا انتخابات کے انعقاد سے پاکستان کے حالات میں بہتری آئے گی تو بہتری آئے نہ آئے لیکن آئین کی رٹ قائم ہو جائے گی۔ دیکھیں! پاکستان ایک فیڈریشن ہے جو پانچ صوبوں، وفاق، آزاد کشمیر اور فاٹا پر مشتمل ہے۔ آئین بحال ہوگا، الیکشن ہوں گے تو یہ فیڈریشن

قائم رہے گی۔ پاکستان اسلام کے نام پر جمہوریت کے ذریعے قائم ہوا تھا۔ اگر 1946ء کے الیکشن میں مسلم لیگ سویپ نہ کرتی تو پاکستان کبھی نہ بنتا۔ اسی طرح پاکستان جمہوریت کے ذریعے ہی قائم رہ سکتا ہے۔ پاکستان کی سلامتی اور انتخابات آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ میں نے ندائے خلافت کے اداریے میں بھی یہ بات لکھی ہے کہ ہم نے انتخابات میں جس قدر دیر کردی ہے اس کے بہت بُرے نتائج سامنے آئیں گے اور اگر اب بھی جیسا کہ کہا جا رہا ہے کہ نگران سیٹ اپ طویل مدتی ہوگا تو یہ انتہائی سنگین نتائج کا حامل ہوگا۔ میری رائے ہے کسی کو اس سے اختلاف بھی ہوسکتا ہے کہ اگر اب بھی انتخابات کروا دیے جائیں تو پچاس فیصد چانسز ہیں کہ پاکستان کسی بڑے حادثے سے بچ جائے گا لیکن اگر انتخابات وقت پر نہ ہوئے تو خدانخواستہ کوئی بڑا حادثہ رونما ہوسکتا ہے۔

سوال: کہا جاتا ہے کہ کسی ملک کی تعمیر و ترقی میں نظام عدل کا بہت اہم رول ہوتا ہے۔ ہم اپنی عدلیہ کو اگر دیکھیں تو 52 ہزار کیسز صرف سپریم کورٹ میں زیر التواء ہیں۔ زیریں عدالتوں میں تو یہ تعداد لاکھوں میں ہوگی۔ اگر کسی دوسرے ملک میں اتنے کیسز pending ہوں تو وہاں عدلیہ کی نیندیں حرام ہوجائیں۔ یہاں عدالتوں میں گرمیوں کی چھٹیاں بھی چل رہی ہیں اور اگر کسی کو کھانسی بھی آجائے تو سماعت ملتوی ہوجاتی ہے۔ صرف مخصوص کیسز پر سماعت ہو رہی ہے باقی عوام کو انصاف کی فراہمی معما بنی ہوئی ہے، آپ ہماری عدلیہ کی پون صدی کی تاریخ پر کیا کہیں گے؟

رضاء الحق: عدل اجتماعی کا تصور تو ہر ریاست میں رہا ہے موجودہ دور کی نیشن سٹیٹس میں institutionalized ہے۔ یونائیٹڈ نیشنز میں بھی ہے۔ دور خلافت میں تو باقاعدہ عدل اجتماعی کا نظام قائم تھا، بعدازاں ملوکیت آگئی تو تب بھی زیریں سطح پر عدل اجتماعی کا نظام قائم رہا ہے۔ کسی بھی ریاست میں پالیسیاں عوام کی فلاح و بہبود کے لیے بنتی ہیں۔ خاص طور پر اسلامی ریاست کا آئین اس بات کا ضامن ہوتا ہے کہ وہاں قرآن و سنت کی بالادستی ہوگی۔ اس صورت میں عدل و انصاف کو لوگوں کے دروازوں تک پہنچانا بنیادی طور پر عدلیہ کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران برطانوی وزیراعظم کا بڑا مشہور قول ہے۔ انہوں نے چیف جسٹس سے پوچھا تھا کہ کیا برطانیہ میں لوگوں کو انصاف مل رہا ہے، چیف جسٹس نے کہا مل رہا ہے تو وزیراعظم نے کہا تھا کہ پھر ہم جنگ جیت جائیں گے۔ عدل کی غیر مسلموں کے ہاں بھی اتنی اہمیت ہے، جہاں تک اسلام کی بات ہے تو خلافت راشدہ میں عدل کو اولین ترجیح دی جاتی رہی ہے۔ یہاں تک کہ خلیفہ وقت خطاب کے لیے کھڑے ہوئے تو ان کو ٹوک دیا گیا کہ جو کپڑے آپ نے پہنے ہوئے ہیں ان کا حساب دیں کہ کہاں سے آئے۔ خلیفہ نے اس کا باقاعدہ جواب دیا۔ اسی طرح خلیفہ چہارم کے خلاف ایک غیر مسلم مقدمہ دائر کرتا ہے اور خلیفہ عدالت میں حاضر ہوتے ہیں اور فریق ثانی کے مساوی کھڑے ہوجاتے ہیں، یہاں تک کہ گواہی میسر نہ آنے کی وجہ سے فیصلہ ان کے خلاف آجاتا ہے اور وہ قبول کرتے ہیں۔ ایسی مثال تو کسی بھی دوسرے معاشرے میں نہیں ملتی۔ لیکن پاکستان میں عدلیہ کے نظام پر بھی اشرافیہ کا کنٹرول ہے اور وہی اشرافیہ پورے نظام کو یرغمال بنائے ہوئے ہے۔ ایسے نظام کو kleptocracy کہا جاتا ہے جس میں بظاہر عوام کو جمہوریت کے خواب

چیف جسٹس رات کو گھر جانے کی بجائے سیدھے آفس گئے، فائلیں نکلوائیں اور راتوں رات جنرل ضیاء الحق کو آئین میں ترمیم کا حق دینے کا فیصلہ تیار کرلیا!

دکھلائے جا رہے ہوں لیکن حقیقت میں عوام کے حقوق پامال کیے جا رہے ہوں اور بار بار عوام کو الیکشن کے نام پر دھوکہ دیا جا رہا ہو لیکن حقیقت میں وہی اشرافیہ بار بار حکومت میں آ رہی ہو۔ لیکن جیسا کہ ایک مشہور کہاوت ہے کہ آپ کچھ لوگوں کو سارا وقت بے وقوف بنا سکتے ہیں۔ سارے لوگوں کو کچھ وقت کے لیے بے وقوف بنا سکتے ہیں لیکن سب لوگوں کو ہر وقت بے وقوف نہیں بنا سکتے۔ اب پاکستان کے عوام میں شعور آتا جا رہا ہے اور وہ اس اشرافیہ کو پہچان چکے ہیں۔ اسی طرح ہمارے عدالتی نظام پر سے بھی عوام کا اعتماد اُٹھ چکا ہے۔ یہی عدالتیں ہیں جنہوں نے مارشل لاء کو بھی سپورٹ کیا ہے، نظریہ ضرورت کو ایجاد کیا ہے۔

سوال: کہا یہ جاتا ہے کہ justice delayed is justice denied۔ پاکستان کی عدلیہ کی 76 سالہ تاریخ آپ کے سامنے ہے، اس پر آپ کیا کہیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان بننے کے فوراً بعد ہی ہماری عدلیہ نے نظریہ ضرورت ایجاد کرلیا تھا جب خود ساختہ گورنر جنرل ملک غلام محمد نے خواجہ ناظم الدین کی قانونی حکومت کو ختم کیا تھا، ہائی کورٹ نے ناظم الدین کے حق میں فیصلہ دیا لیکن اس فیصلے کے خلاف جب خود ساختہ گورنر جنرل سپریم کورٹ میں گئے تو وہاں بیٹھے جسٹس منیر نے نظریہ ضرورت ایجاد کرکے پاکستان کی عدلیہ کے چہرے پر وہ داغ لگایا جو کبھی نہیں دھل سکے گا۔ وہاں سے ہماری عدلیہ میں بگاڑ پیدا ہوا اور پھر یہ بگاڑ بڑھتا ہی چلا گیا، یہاں تک کہ اسی عدلیہ نے مارشل لاز کو بھی تحفظ فراہم کیا۔ کبھی PCO کے تحت حلف اُٹھائے۔ آج عالمی رینکنگ میں پاکستانی عدلیہ 140 نمبر پر ہے۔ عدلیہ کا حال یہ ہے کہ جنرل ضیاء نے جب مارشل لاء لگایا تو اگلے دن اس حوالے سے سپریم کورٹ کا فیصلہ آنا تھا۔ رات کو ضیاء الحق اور چیف جسٹس انوار الحق ایک ہی ہوٹل میں ذرا فاصلے پر کھانا کھا رہے تھے، جنرل ضیاء نے اپنے ایلچی کو بھیجا کہ چیف جسٹس سے پوچھو کل آپ کیا فیصلہ کرنے والے ہیں؟ جواب ملا فیصلہ مارشل لاء کے حق میں ہوگا۔ جنرل ضیاء نے ایلچی سے کہا وہ تو مجھے پتا ہے مگر مجھے یہ پوچھ کر بتاؤ کہ کیا مجھے بحیثیت چیف مارشل ایڈمنسٹریٹر آئین میں ترمیم کرنے کا حق دیں گے یا نہیں۔ اس کا فوری اثر یہ ہوا کہ چیف جسٹس رات کو گھر جانے کی بجائے سیدھے آفس گئے، فائلیں نکالیں اور راتوں رات جنرل ضیاء الحق کو آئین میں ترمیم کا حق دینے کا فیصلہ تیار کرلیا۔ اندازہ کریں ایک فرد واحد کو یہ حق دے دیا کہ وہ آئین کو روندتے ہوئے کروڑوں عوام پر جو مرضی ہے قانون نافذ کرے۔ جنرل ضیاء نے ہی کہا تھا کہ یہ آئین سولہ صفحات کا کاغذ کا پرزہ ہے۔ البتہ پھر بھی جنرل ضیاء نے آئین کے ساتھ اس قدر کھلواڑ نہیں کیا جس طرح آج آئین واقعی کاغذ کا پرزہ بن چکا ہے۔ عوام کا قصور یہ ہے کہ اس نے کبھی آئین کے تحفظ کے لیے احتجاج نہیں کیا، کبھی اس کے لیے سڑکوں پر نہیں نکلے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جس نے چاہا آئین کو روندا۔ عدلیہ نے اسی طرح مشرف کو آئین کے ساتھ کھلواڑ کا حق دے دیا اور بیس کروڑ عوام کو بھیڑ بکریاں سمجھ لیا گیا۔

سوال: سیاسی جماعتیں انیس بیس کے فرق کے ساتھ ساری ایک جیسی ہیں۔ جس پارٹی کو حکومت میں لانا ہوتا ہے اس میں ایک مخصوص گروپ (الیکٹ ایبلز) کو شامل کر دیا جاتا ہے۔ وہ نئے دعوؤں اور نعروں کے ساتھ حکومت میں آتے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج پاکستان اس حالت کو پہنچا ہے۔ کیا ہماری سیاسی جماعتوں میں سے کوئی عوام کی نمائندہ جماعت ہونے کا دعویٰ کرسکتی ہے؟

رضاء الحق: اپنی strength کے لحاظ سے اس وقت پاکستان میں دو ہی بڑی جماعتیں ہیں۔ پی ٹی آئی اور مسلم لیگ۔ البتہ پیپلز پارٹی سمیت ان کو تین شمار کرسکتے ہیں۔ پی ٹی آئی کو حالیہ توڑ پھوڑ سے پہلے یہ برتری حاصل تھی کہ اس کا ووٹ بینک چاروں صوبوں میں موجود تھا، تین صوبوں اور

مرکز میں اس کی حکومت تھی۔ اس کے بعد مسلم لیگ ن کا نمبر آتا ہے، پنجاب میں اس کے ووٹرز ہیں لیکن سندھ میں اس کا کوئی نشان نہیں ہے ۔ پیپلز پارٹی سندھ میں وڈیروں ، جاگیرداروں اور گدی نشینوں کی وجہ سے زندہ ہے۔ JUI کا زیادہ تر ووٹ بینک خیبر پختونخوا میں تھا لیکن پچھلے الیکشن میں اس کو بہت کم سیٹیں ملی ہیں ۔ پاکستان کی انتخابی سیاسی میں چند چیزیں بہت اہم ہیں ۔ سیاسی جماعتیں جمہوریت کا دعویٰ کرتی ہیں لیکن خود ان کے اندر جمہوریت نہیں ہے ۔ یا تو موروثیت کا غلبہ ہے یا پھر الیکٹ ایبلز کی بھر مار ہے۔ جب مخصوص قوتیں چاہتی ہیں تو فارورڈ بلاک بنا کر کسی پارٹی کا تیا پانچہ کر کے ان کسی دوسری پارٹی میں شامل کر دیا جاتا ہے اور جب اگلی حکومت بنتی ہے تو اس میں بھی وہی چہرے نظر آتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے چاروں صوبوں میں جو چھوٹی چھوٹی پارٹیاں ہیں ان کو بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ ہماری ایک مذہبی جماعت ہر جیتنے والی پارٹی کے ساتھ شامل ہوتی ہے۔ الغرض کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کسی بھی سیاسی پارٹی میں جمہوریت نہیں ہے اور نہ ہی حکومت میں آنے کے بعد وہ جمہوریت کی پاسدار ہوتی ہیں۔ اسی طرح جن کے ہاتھ میں طاقت ہے ان کی بھی کوشش ہوتی ہے کہ کسی بھی سیاسی پارٹی کو دو تہائی اکثریت نہ مل سکے ۔ 1997ء میں جب نواز شریف کو دو تہائی اکثریت ملی تھی تو ان کا تخت الٹ دیا گیا۔ اس کے بعد کنٹرولڈ پارلیمنٹ ہی وجود میں لائی جاتی رہی تا کہ وہ دھڑلے کے ساتھ فیصلے نہ کر سکے۔ ان حالات میں سیاسی پارٹیاں اپنی پالیسیوں میں تسلسل بھی نہیں رکھ پاتیں ۔ سیاست کے میدان میں اسٹیبلشمنٹ کی مداخلت نہیں ہونی چاہیے اور نہ ہی عدلیہ کی مداخلت ہوتا کہ عوام خود کسی پارٹی کو منتخب کریں اور کسی کو reject کریں ۔ لیکن یہاں گنگا اُلٹی بہتی ہے جس کی وجہ سے عوام کا اعتماد اُٹھ چکا ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آخر کار ملک میں انتشار اور فساد پیدا ہوگا۔

ایوب بیگ مرزا: انتخابات کا جاری رہنا ہمیشہ فائدہ مند ہوتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ پہلے الیکٹ ایبلز کا سیاست اور حکومت میں بڑا رول ہوتا تھا اور وہ کسی بھی پارٹی کا پانسہ پلٹ دیتے تھے لیکن پچھلے دس پندرہ سال سے جو الیکشن ہو رہے ہیں ان کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اب الیکٹ ایبلز کی زیادہ حیثیت نہیں رہی ۔ اب عوام الیکٹ ایبلز کی بجائے عوامی نمائندوں کو ترجیح دے رہے ہیں۔ کے پی کے کے بلدیاتی انتخابات میں بھی یہ چیز سامنے آئی ہے۔ اگر پاکستان میں انتخابات ہوتے رہے تو آپ دیکھیں گے کہ الیکٹ ایبلز کا سیاست میں کوئی رول نہیں رہے گا۔ لیکن اگر انتخابات کا سلسلہ روک دیا گیا جیسا کہ خبریں آ رہی ہیں تو پھر یہ سب پرانی خرابیاں واپس آ جائیں گی۔

سوال: پاکستان میں جو سیاسی اور معاشی حالات پیدا ہو چکے ہیں ان حالات میں عوام کے پاس سوائے سڑکوں پر نکلنے کے اور کوئی راستہ نہیں بچا۔ کیا پاکستان کو مستقبل میں اندرونی سطح پر بھی چیلنجز درپیش ہوں گے؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کسی بھی ملک میں اگر سیاسی استحکام نہیں ہوگا تو معاشی استحکام بڑا مشکل ہو جائے گا۔ پاکستان میں اس وقت سیاسی عدم استحکام غیر یقینی کی صورت حال پیدا کر رہا ہے ، ایسی صورتحال میں معاشی استحکام نہیں آ سکتا۔ اکثر مارشل لاء کے دور میں کچھ معاشی استحکام آ جاتا ہے جیسے جنرل ایوب، جنرل ضیاء الحق اور جنرل مشرف کے مارشل لاز میں تھوڑا معاشی استحکام آیا لیکن یہ بھی عارضی ثابت ہوا۔ مارشل لاء کا نقصان زیادہ ہوتا ہے۔ جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے تو آج سیاسی عدم استحکام نے یہ صورتحال پیدا کر دی ہے کہ کھلم کھلا کہا جا رہا ہے ہم پہلے IMF سے پوچھیں گے پھر فلاں فلاں کام کریں گے ۔ IMF سے پوچھنا پڑے گا کہ بجلی کے صارفین کو کچھ رعایت دیں یا نہ دیں۔ یہ صورتحال اندرونی سطح پر بھی پاکستان کو چیلنجز سے دو چار کر سکتی ہے۔

سوال: افغانستان طویل عرصہ تک جنگ میں رہنے والا تباہ حال ملک تھا مگر ورلڈ بینک کی تازہ ترین رپورٹ کے مطابق افغانستان کے معاشی حالات پاکستان سے کہیں زیادہ بہتر ہو رہے ہیں ۔ وہاں ایک ڈالر 73 افغانی کا ہے اور پاکستان میں اس وقت 300 کا ہے۔ وہاں سیاسی استحکام بھی ہے، ان کی پالیسیوں میں ایک تسلسل ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا پاکستان اس طرز پر اپنی معیشت کو استحکام نہیں دے سکتا؟

رضاء الحق: یقیناً ہمارے لئے تو انتہائی خوشی کی بات ہے کہ ایک برادر اسلامی ملک کی معیشت دن بدن ترقی کرتی جا رہی ہے۔ جہاں تک نظام کا تعلق ہے تو ایک جگہ کا نظام شاید سو فیصد دوسری جگہ replicate تو نہ ہو سکے لیکن ان کے اچھے اصولوں کو اپنایا جا سکتا ہے۔ افغان حکومت نے بے انتہا مشکلات اور سازشوں کے باوجود اپنی معیشت کو ترقی دی ہے، وہاں بے روزگاری بھی کم ہو رہی ہے اور حال میں افغان حکومت نے ساڑھے چھ ارب ڈالر کے معاہدے کیے ہیں جن میں تیل، گیس اور معدنیات کی نکاسی بھی شامل ہے ۔ پاکستان میں بھی بے شمار معدنی وسائل موجود ہیں ۔ حکومتی اور دیگر رپورٹس کے مطابق 70 کھرب ڈالر کے معدنی وسائل پاکستان میں موجود ہیں۔ تیل بھی ہے، گیس بھی ہے۔ مگر یہاں کرپٹ اشرافیہ سب سے بڑا مسئلہ ہے ۔ افغانستان میں بھی الیکشن ڈراما کے تحت اشرف غنی اور حامد کرزئی جیسے لوگوں کو بار بار امریکہ لے آتا تھا۔ لیکن افغان طالبان نے ان سب کو نکال باہر کیا۔ ہمارے ہاں بھی جتنے مرضی الیکشن کروا لیں وہی اشرافیہ بار بار حکومت میں آئے گی جس نے ملک کا بیڑا غرق کیا ہے۔ لہٰذا پہلے اشرافیہ کے قبضہ کو ختم کرنا ہوگا۔ افغان طالبان کو بھی یہی کہا گیا تھا کہ آپ inclusive حکومت بنائیں اور سب کو ساتھ لے کر چلیں۔ لیکن انہوں نے کہا کہ ہم اپنے بنیادی اسلامی اصولوں کے مطابق حکومت کریں گے ۔ اگر افغان طالبان بھی امریکی دباؤ قبول کر لیتے اور اشرافیہ کو حکومت میں شامل کرتے تو آج افغانستان کا حال بھی شاید ہمارے جیسا ہوتا۔ لیکن انہوں نے اپنے زمینی حقائق اور قومی مفاد کو ترجیح دی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ عوام بھی اب ان کے ساتھ ہے۔ وہاں کا سوشل میڈیا دکھا رہا ہے کہ اُن کا چیف جسٹس زمین پر بیٹھ کر دال روٹی کھا رہا ہے۔ اشرافیہ اگر ہوتی تو اس کی مراعات اور پروٹول ہی اتنا زیادہ ہوتا کہ قومی خزانہ بوجھ اُٹھانے سے قاصر ہوتا ۔ پاکستان کو بھی انہی اصولوں کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

سوال: اپنے سیاسی، معاشی اور آئینی معاملات میں کچھ بہتری لا کر پاکستان میں ایک سوفٹ انقلاب نہیں آ سکتا؟ آپ کیا سمجھتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان کے موجودہ حالات نے ظاہر کر دیا ہے کہ اب آخری حل وہی ہے جس کی نشاندہی بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے کی تھی کہ منہج انقلاب نبوی ﷺ کی روشنی میں ایک انقلاب برپا کیا جائے۔ آپ کو یاد ہوگا جنرل حمید گل نے ڈاکٹر صاحبؒ سے ملاقات کر کے ایک سوفٹ انقلاب کا آئیڈیا دیا تھا۔ ڈاکٹر صاحبؒ نے اس آئیڈیا کو قبول بھی کر لیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر ایسا کوئی سوفٹ انقلاب آ جائے تو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ ہمیں صرف اسلامی نظام سے غرض ہے چاہے جو بھی لے آئے اور جس طرح بھی لے آئے۔ لیکن اب حالات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس طرح سے انقلاب نہیں آئے گا اور اگر کوئی انقلاب آ سکتا ہے تو وہ منہج انقلاب نبوی ﷺ کی روشنی میں ہی آ سکتا ہے کہ قرآنی تربیت کی روشنی میں ایسے افراد تیار ہوں جو وقت آنے پر اس باطل نظام اور اس کے ہر جز کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکیں اور نئے سرے سے اسلامی اصولوں کے مطابق ایک نظام قائم کریں۔ یہ ایک سخت آپریشن ہے مگر اس کے بغیر چارا نہیں کیونکہ اگر یہ آپریشن نہ کیا گیا تو مریض کی جان بھی جا سکتی ہے۔

❀❀❀

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصدِ بعثت اور ہماری ذمہ داری

مفتی محمد صادق حسین قاسمی

رسولِ اکرم ﷺ جس وقت دنیا میں مبعوث ہوئے اور نبوت سے سرفراز کیے گئے وہ دور دنیا کا نہایت عجیب اور تاریک ترین دور تھا، ظلم وستم، ناانصافی وحق تلفی، جبر وتشدد، خدافراموشی وتوحید بے زاری عام تھی، اخلاق وشرافت کا بحران تھا، اور انسان ایک دوسرے کے دشمن بن کر زندگی گزار رہے تھے، ہمدردی اور محبت کے جذبات، اخوت ومودت کے احساسات ختم ہو چکے تھے، معمولی باتوں پر لڑائی جھگڑا اور سالہا سال تک جنگ وجدال کا سلسلہ چلتا تھا، ایسے دور میں آپ ﷺ تشریف لائے، اور پھر قرآنی تعلیمات ونبوی ہدایات کے ذریعہ دنیا کو بدلا، عرب وعجم میں انقلاب برپا کیا، عدل وانصاف کو پروان چڑھایا، حقوق کی ادائیگی کے جذبوں کو ابھارا، احترامِ انسانیت کی تعلیم دی، قتل وغارت گری سے انسانوں کو روکا، عورتوں کو مقام ومرتبہ عطا کیا، غلاموں کو عزت سے نوازا، یتیموں پر دستِ شفقت رکھا، ایثار وقربانی، خلوص ووفاداری کا مزاج بنایا، احساناتِ خداوندی سے آگاہ کیا، مقصدِ حیات سے باخبر کیا، رب سے ٹوٹے ہوئے رشتوں کو جوڑا، جبینِ عبدیت کو اللہ تعالیٰ کے سامنے ٹیکنے کا سبق پڑھایا اور توحید کی تعلیمات سے دنیا کو ایک نئی صبح عطا کی، تاریکیوں کے دور کا خاتمہ فرمایا، اسلام کی ضیاپاش کرنوں سے کائناتِ ارضی کو روشن ومنور کردیا۔ آپ ﷺ نے فرد کی اصلاح کی، معاشرہ کو سدھارا کہ بجا طور پر کہا جاتا گیا کہ:

جو نہ تھے خود راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

اور بقول الطاف حسین حالیؔ

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
مسِ خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

نبی اکرم ﷺ کا یقیناً انسانیت پر سب سے بڑا احسان یہ بھی ہے کہ آپ نے بھولی بھٹکی انسانیت کو پھر سے خدا کے در پر پہنچایا اور احساسِ بندگی کو تازہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے یہ حیرت انگیز کارنامہ صرف 23 سالہ مختصر مدت میں انجام دیا۔ 23 سالہ دور میں آپؐ نے ساری انسانیت کی فلاح وصلاح اور کامیابی کا ایک ایسا نقشہ دنیا کے سامنے پیش کیا کہ اس کی روشنی میں ہر دور میں انقلاب برپا کیا جاسکتا ہے اور اصلاح وتربیت کا کام انجام دیا جاسکتا ہے۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جن عظیم مقاصد کو دے کر دنیا میں بھیجا، آپ ﷺ نے ان مقاصد کو بروئے کار لاکر اپنی حیاتِ مبارکہ میں جدوجہد فرمائی وہ ہمارے لیے ایک رہنمایانہ اصول ہیں۔ قرآن کریم میں بنیادی طور پر چار مقاصد بعثت کو بیان کیا گیا ہے۔ آیئے ایک مختصر روشنی ان مقاصد پر ڈالتے ہیں:

قرآن میں مقاصدِ بعثت کا تذکرہ

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تین مقامات پر آپ ﷺ کے مقاصدِ بعثت کو بیان فرمایا ہے، پہلا مقام وہ ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے اس کا ذکر ہوا، اُن کی یہ تمنا تھی کہ نبی آخر الزمان سید الرسل حضرت محمد ﷺ آپؑ ہی کے خاندان اور نسل سے ہوں: چنانچہ اس کے لیے آپؑ نے جب بیت اللہ کی تعمیر فرمائی، یہ وقت چونکہ بڑی اہمیت کا حامل تھا، اس کائنات میں اللہ کا پہلا گھر اس کی بندگی کے لیے تعمیر کیا گیا تھا، اس حساس اور اہم موقع کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اور کریم پروردگار کی الطاف وعنایات کو سامنے رکھ کر آپؑ نے دعا کی:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾﴾ (البقرۃ) ''ہمارے پروردگار! ان میں ایک ایسا رسول بھی بھیجنا جو انہی میں سے ہو، جو ان کے سامنے تیری آیتوں کی تلاوت کرے، انھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے، اور ان کو پاکیزہ بنائے، بیشک تیری اور صرف تیری ذات وہ ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کی حکمت بھی کامل۔''

جس نبی کی آپؑ نے تمنا کی تھی اس سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر: 2/92) نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں۔ (مسند ابو داؤد طیالسی: ۱۲۲۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کائنات کی سب سے عظیم ترین ہستی کو اپنے خاندان میں مانگ لیا اور ہمیشہ کے لیے سعادت کو حاصل کرلیا۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے بھیجے جانے کو احسان قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿١٦٤﴾﴾ (آل عمران)

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مؤمنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان انھیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں پاک وصاف بنائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے؛ جبکہ یہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے۔''

تیسری جگہ اللہ تعالیٰ نے مقاصدِ بعثت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢﴾﴾ (الجمعۃ) ''وہی ہے جس نے اُمی لوگوں میں انھیں میں سے ایک رسول کو بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کریں اور ان کو پاکیزہ بنائیں اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیں؛ جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔''

حضرت مولانا عبد الماجد دریابادیؒ مقاصدِ بعثت کو مختصر لیکن جامع انداز میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ذرا سا غور کرنے پر نظر آجائے گا کہ رسول اعظم ﷺ کے جملہ فرائض کمالِ ایجاز کے ساتھ چند فقروں میں آگئے ہیں۔ ''يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ'' رسول کا پہلا کام اپنی امت کے سامنے تلاوتِ آیات ہوتا ہے، یعنی اللہ کا کلام پہنچانا، گویا رسول کی پہلی حیثیت مبلغ اعظم کی ہوتی ہے۔

"يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ" رسول کا کام محض تبلیغ و پیام رسانی پر ختم نہیں ہوجاتا، اس کا کام کتاب الٰہی کی تبلیغ کے بعد اس کی تعلیم کا بھی ہے، اس تعلیم کے اندر کتاب کی شرح، ترجمانی، تعیم میں تخصیص، تخصیص میں تعیم سب کچھ آ گئی اور یہیں سے ان کج فہموں کی بھی تردید ہوگئی جو رسول کا منصب (معاذ اللہ) صرف ڈاکیہ یا قاصد کی طرح سمجھتے ہیں، گویا رسول کی دوسری حیثیت معلمِ اعظم کی ہوئی۔ "وَالْحِكْمَةَ" پھر رسول تعلیم محض کتاب ہی کی نہ دیں گے؛ بلکہ حکمت و دانائی کی تلقین بھی امت کو کریں گے۔ احکام و مسائل، دین کے قاعدے اور آداب، عوام و خواص سب کو سکھائیں گے اور خواص کی رہنمائی اسرار و رموز میں بھی کریں گے، گویا رسول کی تیسری حیثیت مرشدِ اعظم کی ہوئی۔ "يُزَكِّيهِمْ" "تزکیہ سے مراد دلوں کی صفائی ہے۔ رسول کا کام محض الفاظ اور احکامِ ظاہری کی تشریح تک محدود نہیں رہے گا؛ بلکہ وہ اخلاق کی پاکیزگی اور نیتوں کے اخلاص کے بھی فرائض انجام دیں گے، گویا رسول کی یہ چوتھی حیثیت مصلحِ اعظم کی ہوئی۔ (تفسیر ماجدی: 1/251)

پہلا مقصد: تلاوتِ قرآن

رسول اللہ ﷺ نے امت میں تلاوتِ قرآن کی عظمت واہمیت کو عام فرمایا اور اس کے فوائد و برکات سے آگاہ کیا اور انسانوں کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم کلام سونپا جس کی وجہ سے انسانیت قعرِ مذلت سے نکلی اور تلاوتِ قرآن کا ایسا ذوق ان کو عطا کیا کہ اس سے کسی لمحہ صحابۂ کرام ؓ کو سیری حاصل نہیں ہوتی تھی اور خود آپ ﷺ جب قرآن کریم کی تلاوت فرماتے کتنے ہی پتھر دل موم ہوجاتے اور کیسے کیسے سخت مزاج انسان نرم پڑ جاتے اور قرآن کی حقانیت وعظمت کا اقرار کیے بغیر نہیں رہتے اور بہت سے لوگ اسی قرآن کی سماعت سے دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ دنیا میں جو کچھ انقلاب نظر آ رہا ہے بلاشبہ یہ اس عظیم کتاب کی بدولت ہے جو صاحبِ کتاب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے بطور امانت انسانوں تک پہنچایا اور اس کے تقاضوں کو عملی طور پر پورا کرکے دکھایا۔ قرآن کا نزول عرب کی سرزمین پر ہوا؛ لیکن وہ پوری دنیا کے لیے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے معجزہ بن کر آیا اور اس کی کرنیں سارے عالم میں پھیل گئیں اور جہاں قرآن کا نور پہنچا وہاں اندھیریوں کا خاتمہ ہوا اور کفر و شرک نے دم توڑ دیا۔ حضرات صحابۂ کرام ؓ کی زندگیوں میں انقلابی اثرات اسی کلام نے پیدا کیے اور وہ انسانوں کو رہبر اور رہنما بنے بھی تو اسی قرآن کی تعلیمات پر عمل کرکے بنے۔ قرآن نے ہر شعبۂ زندگی میں مثالی انقلاب برپا کیا۔

تلاوتِ قرآن کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: جو قرآن کریم پڑھنے میں اس قدر مستغرق ہو کہ اس سے دعا مانگنے کا موقع نہ ملے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مانگنے والوں سے زیادہ ایسے بندے کو عطا کروں گا۔ (ترمذی)

آپ ﷺ نے فرمایا: "کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں مجتمع ہوکر تلاوت کرتی ہے تو ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور رحمت ڈھانپ لیتی ہے، ملائکۂ رحمت ان کو گھیر لیتے ہیں اور حق تعالیٰ اس کا ذکر ملائکہ کی مجلس میں فرماتے ہیں۔" (مسلم) حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس گھر میں قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے اس میں فرشتے آتے اور شیاطین دور ہوجاتے ہیں، وہ اپنے صاحب خانہ کے لیے کشادہ ہوجاتا ہے اور اس میں بھلائی کی بہتات اور شر کی قلت ہوجاتی ہے، اور جس گھر میں قرآن کی تلاوت نہ ہو اس میں شیاطین آجاتے ہیں، فرشتے نکل جاتے ہیں اور وہ گھر اپنے باسیوں پر تنگ ہوجاتا ہے، خیر کم اور شر بہت بڑھ جاتا ہے۔" (فضائل حفظ القرآن: 131)

دوسرا مقصد: تعلیمِ قرآن

قرآن کریم کی تلاوت کرنے کے ساتھ اس کے معانی ومطالب انسانوں کو سمجھانا یہ بھی نبی ﷺ کی عظیم ذمہ داری رہی اور آپ ﷺ نے الفاظِ قرآنی کے ساتھ معانیٔ قرآن بھی بتلائے۔ نبی ﷺ نے مرادِ خداوندی کو سمجھایا اور آیاتِ قرآنی کی تشریح کرکے امت کو اس کے مقصد سے آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کیا چاہتے ہیں؛ اس لیے صحابۂ کرام ؓ جہاں الفاظِ قرآنی کے یاد کرنے کا اہتمام کیا کرتے تھے، وہیں معانی ومطالب کو بھی سمجھنے میں مصروف رہا کرتے تھے۔ قرآن مجید کو پڑھنے کے ساتھ اس کے معانی اور مضامین میں تدبر کرنا، اس کے مفہوم میں غور وفکر کرنا، تفاسیرِ قرآن کی روشنی، نبی کریم ﷺ کی تشریحات اور صحابۂ کرام ؓ کے عمل سے قرآن مجید کے مقصود تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے: کیونکہ جب تک مطلوبِ قرآن کو نہیں سمجھا جائے گا تو یقینی طور پر عمل آوری کا جذبہ بھی نہیں ابھرے گا اور اللہ تعالیٰ کیا فرما رہا ہے اس سے آگہی بھی حاصل نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے نہایت چونکا دینے والے انداز میں فرمایا: ﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۝﴾ (محمد) "یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں۔"

اس لیے قرآن کریم کو سمجھنا اس کا حق ہے۔

قرآن مجید کی تعلیمات کے مطابق عمل کرنا بھی اہلِ ایمان کی ذمہ داری ہے۔ قرآن صرف پڑھ کر یا سمجھ کر رکھ دینے کی کتاب نہیں ہے؛ بلکہ اس کے مطابق زندگیوں کو بنانے اور سنوارنے کی ضرورت ہے۔ قرآن نے حلال وحرام اور جائز و ناجائز کے لیے اصول بتائے اور اس کی تشریح نبی کریم ﷺ نے فرمائی۔ قرآن کریم میں حکم دیتے ہوئے فرمایا: ﴿وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ﴾ (الانعام: 155) "یہ (قرآن) مبارک کتاب جو ہم نے نازل کی اس کی اتباع کرو" اور ایک جگہ فرمایا کہ: ﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ (الاعراف: 3) "جو کچھ تمہارے رب کی جانب سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے، اس کی اتباع کرو۔"

تیسرا مقصد: تزکیۂ نفس

نبی اکرم ﷺ کا تیسرا مقصد دنیا میں بھیجے جانے کا یہ ہے کہ آپ ﷺ انسانوں کے دلوں کو پاک صاف کریں، ان کے دلوں میں کفر وشرک کی جو گندگیاں اور اخلاق واعمال کی خرابیاں ہیں ان کو نکال باہر کریں اور دلوں کو اس قابل بنائیں کہ وہ یادِ الٰہی کا مسکن اور محبتِ رسول ﷺ کا مرکز بن سکے: چنانچہ آپ ﷺ نے جہاں معاشرہ کی اجتماعی اصلاح کی کوششیں کی، وہیں انفرادی طور پر بھی دلوں کی اصلاح کا اہتمام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حضوری کا احساس پیدا کیا، روزِ قیامت کی باز پرس کی فکر پیدا کی، اللہ تعالیٰ کے حاضر وناظر ہونے کا خیال دلوں میں راسخ کروایا۔ یہی نتیجہ تھا کہ معمولی درجہ کا گناہ بھی سرزد ہوجاتا یا تنہائیوں میں کسی جرم کا ارتکاب کرلیتے تو فوری رسالت مآب ﷺ کے حضور حاضر ہوکر اس کی تلافی کروالیتے؛ تاکہ آخرت کے سخت ترین عذاب سے حفاظت ہوجائے۔ انسانی معاشرہ کو آلائشوں اور گندگیوں سے عمومی طور پر بچانا ہو تو فرداً فرداً انسانوں کی اصلاح ضروری ہے، اور یہ ہر انسان کے دل کی اصلاح پر موقوف ہے؛ اسی لیے سب سے پہلے دل کو درست کرنا ضروری ہے؛ کیونکہ دل ہی تمام جسم کا سردار اور سارے اعضاء میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ نبی

کریم ﷺ نے فرمایا: جسم انسانی میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے اگر وہ درست ہو تو سارا جسم صحیح ہوگا اور اگر وہ خراب ہو جائے تو جسم سارا فساد میں مبتلا ہو جائے گا، غور سے سنو! وہ دل ہے۔ (رواہ البخاری) اس کے لیے آپ ﷺ نے امت کو اس بات کی تعلیم دی کہ ہمیں سب سے پہلے اپنے دل کو برائیوں سے پاک کرنا ضروری و لازم ہے؛ تاکہ اچھی طرح قلب میں محسنات جاگزیں ہوں۔ جو چیزیں انسان کو ہلاک کرنے والی اور دین و دنیا میں نقصان کا باعث ہوتی ہیں جیسے: حسد، کینہ، کذب، غیبت، بغض، عناد، طمع اور بخل ان تمام سے بہت اہتمام کے ساتھ بچنے کی تعلیم دی۔ دل کی اصلاح یقیناً سارے اعمال میں انقلابی روح پیدا کرنے والی ہے؛ اسی لیے اس کی بڑی اہمیت اور تاکید بھی احادیث و آیات میں آئی ہیں۔

چوتھا مقصد: تعلیم حکمت

چوتھا کام آپ ﷺ کا امت کو حکمت کی تعلیم دینا ہے۔ حکمت سے مراد رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: 3/251) آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی میں انسانوں کے لیے ہر اعتبار سے نمونہ موجود ہے۔ آپ ﷺ کی تمام تر تعلیمات انسانیت کے لیے سعادت و کامیابی کی علامت ہیں۔ آپ ﷺ نے جو کچھ فرمایا اس پر عمل پیرا ہونے میں ہی فلاح دارین پوشیدہ ہے؛ اس لیے آپ ﷺ نے اپنی امت کو سنت کی تعلیمات سے نوازا اور طریقۂ زندگی کے اصول و آداب بتلائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اتباع پر اپنی محبت کو موقوف رکھا ہے: چنانچہ ارشاد ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط﴾ (آل عمران: 31)

'' (اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے بھی محبت کرے گا اور تمہاری خاطر تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔'' مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ و رسول ﷺ کی محبت کی علامت یہ ہے کہ دونوں کی اطاعت کی جائے۔ اور لکھا ہے کہ: نبی کریم ﷺ سے محبت کی علامت آپ ﷺ کی سنتوں سے محبت کرنا ہے۔ (تفسیر قرطبی: 5/92) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: '' جو شخص میری سنت سے محبت رکھتا ہے در حقیقت وہی مجھ سے محبت رکھتا ہے اور جو مجھ سے محبت کرے گا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔'' (مشکوۃ: 1/383)

خلاصۂ کلام

آپ ﷺ نے ان چار بنیادی مقاصد کے تحت انسانیت کی تعمیر و ترقی کا کام انجام دیا اور ایک بگڑے ہوئے معاشرہ اور تباہی کے دہانے پر جا چکی دنیا کو سنوارا اور بہتر سے بہتر انداز میں ان کی تربیت فرمائی۔ تلاوتِ قرآن کا شوق پیدا کیا، تعلیماتِ قرآنی پر عمل پیرا ہونے کا مزاج بنایا، دلوں میں موجود خرابیوں کی اصلاح، نفرت وعداوت، حسد و بغض، اور بہت ساری بیماریوں سے نجات پانے کی فکر بیدار کی اور دلوں میں اطاعت و فرماں برداری کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا کہ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو کامیاب و کامران فرمایا۔ قیامت تک آنے والی انسانیت کے لیے یہ چار چیزیں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں کہ اس کی روشنی میں خود کو سنوارنے اور معاشرہ کو سدھارنے کی کوشش کی جائے۔ امت میں تلاوتِ قرآن کا مزاج پیدا کیا جائے جو برکتوں اور رحمتوں کا ذریعہ ہے، معانی قرآن کو سمجھتے ہوئے مطالباتِ قرآن کو پورا کرنے کی دعوت دی جائے جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ مردہ دلوں کو زندہ کرنے، اور روح کی بیماریوں کا علاج کروانے کے لیے اہل اللہ سے رجوع ہونے اور اللہ کے نیک بندوں کی صحبت سے فائدہ اٹھانے کی تلقین بھی ضروری ہے، جس سے ذات کی بھی اصلاح ہوگی اور معاشرہ کی بھی اور سنتوں سے زندگیوں کو روشن کرنے، گھر اور ماحول میں سنت کی تعلیمات کو عام کرنے کی محنت کو عام کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزارنے، زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے اور نبی کریم ﷺ کی اتباع کرنے کی توفیق دے۔ آمین یارب العالمین!

❁❁❁

گوشۂ انسدادِ سود

(گزشتہ سے پیوستہ)

گزشتہ اقساط میں پیش کیے گئے تاریخی حقائق کو سامنے رکھا جائے تو چند اہم سوالات بلکہ اشکالات سر اٹھاتے ہیں:

4) 1999ء کے بینچ نے جب ربا کے کیس کی سماعت شروع کی تو ہفتہ بھر تک وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ پڑھوا کر کورٹ میں سنا۔ جبکہ 2002ء کی عدالت نے نہ تو سماعت کے دوران وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ سنا اور نہ ہی شریعت اپیلیٹ بینچ 1999ء کا فیصلہ سنا گیا۔ کیا اس طرح اس فیصلے کی حیثیت قانونی اور اخلاقی طور پر مجروح نہیں ہو جاتی؟

5) سب سے اہم اشکال یہ ہے کہ اگر سابقہ عدالتوں کے فیصلے میں کچھ نقائص رہ گئے تھے تو 2002ء کے نظرِ ثانی کے بینچ کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ اتنے اہم سوالات کی خود سماعت کرتی اور پھر اُن پر اپنا فیصلہ سناتی 'ایسا کیوں نہ کیا گیا؟ اس کے برعکس سابقہ دونوں فیصلوں کی نفی کرتے ہوئے 2002ء میں سود کے مقدمے کو دوبارہ ایک نچلی عدالت میں بھیجنے کا صاف مطلب تو یہ تھا کہ پھر ایک طویل عرصے کے لیے سود پر مبنی ظالمانہ غیر اسلامی نظام کو غیر معینہ مہلت دے کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر دیا جائے۔

بحوالہ: '' انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 510 دن گزر چکے!

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام مختلف حلقہ جات میں تین ہفتوں پر مشتمل "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم (11 اگست تا 03 ستمبر 2023)

مرتب: وقار احمد

بقائے پاکستان کے لیے عدلِ اسلام کا نفاذ ناگزیر ہے۔ مملکتِ خداداد پاکستان کے تمام عوام و خواص کی توجہ اس اہم ذمہ داری کی طرف مبذول کروانے کے لیے تنظیم اسلامی نے 11 اگست تا 03 ستمبر 2023ء، پاکستان بھر میں "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کا انعقاد کیا۔ مہم کا آغاز تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ کے خصوصی خطاب جمعۃ المبارک منعقدہ مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی ڈی ایچ اے کراچی سے ہوا۔ مہم کے حوالے سے امیر تنظیم اسلامی کا خصوصی ویڈیو پیغام بھی نشر کیا گیا۔ 14 اگست 2023ء کو کراچی میں "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" کے عنوان سے ایک سیمینار منعقد ہوا۔ جس میں معروف علماء کرام اور دانشور حضرات نے شرکت کی۔ مہم کے دوران پارلیمنٹیرینز، میڈیا، ججز، سیاستدانوں، علماء کرام اور دیگر اہم ملکی شخصیات کے نام امیر تنظیم اسلامی کے خطوط بھیجے گئے۔ موضوع پر متعدد پریس ریلیز کا اجراء بھی ہوا۔ مہم کے دوران پرنٹ، الیکٹرانک اور سوشل میڈیا پر پاکستان کی بقاء کے لیے نفاذِ عدلِ اسلام کی ضرورت و اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے بھرپور دعوتی سرگرمیاں کی گئیں۔

پاکستان بھر میں تنظیم اسلامی کے حلقہ جات کے تحت "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کے دوران سرگرمیوں کی رپورٹس ذیل میں درج ہیں:

حلقہ بلوچستان

تنظیم اسلامی حلقہ بلوچستان کے زیر اہتمام "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کے سلسلے میں حلقہ بلوچستان، مقامی تنظیم کوئٹہ شمالی اور کوئٹہ جنوبی کی جانب سے 350 بروشرز اور 390 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے، 34 ٹی بورڈز، ایک بینر، 5 پول ہینگرز اور 220 رکشہ فلیکسز لگائے گئے۔ اس کے علاوہ 2 مقامات پر ریلیوں کا انعقاد کیا گیا، 51 علمائے کرام کو امیر محترم کا خط دیا گیا، مہم کے موضوع پر 2 خطابات جمعہ ہوئے اور 7 کارنر میٹنگز کی گئیں۔ (رپورٹ: اقتدار احمد، ناظم نشر و اشاعت)

حلقہ کراچی وسطی

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی وسطی کے زیر اہتمام "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کے سلسلے میں حلقہ کی سطح پر 2000 بروشرز تقسیم ہوئے، 50 بل بورڈز لگائے گئے اور دو مظاہرے کیے گئے۔ مقامی تنظیم شاہ فیصل، ملیر، بنوری ٹاؤن، گلشن اقبال، گلزار ہجری، گلشن جمال، راشد منہاس جوہر، قرآن مرکز جوہر، رضوان سوسائٹی، سندھ بلوچ سوسائٹی اور گلشن حدید کی جانب سے 10500 بروشرز اور 46000 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے، 73 ٹی بورڈز، 182 بینرز اور 1060 رکشہ فلیکسز لگائے گئے۔ اس کے علاوہ 42 مقامات پر ریلیوں کا انعقاد کیا گیا، 445 علمائے کرام کو امیر محترم کا خط دیا گیا، مہم کے موضوع پر 4 خطابات جمعہ ہوئے، ایک جگہ دعوتی کیمپ لگایا گیا، ایک اسٹال لگایا گیا، 7 حلقہ قرآنی میں مہم پر گفتگو ہوئی اور 4 عام خطابات منعقد کیے گئے۔ (رپورٹ: ڈاکٹر رفیع رضا، ناظم نشر و اشاعت)

حلقہ کراچی جنوبی

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کے زیر اہتمام "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کے سلسلے میں مقامی تنظیم لانڈھی، کورنگی شرقی، کورنگی غربی، کورنگی وسطی، سوسائٹی، اختر کالونی، ڈیفنس، کلفٹن، قرآن اکیڈمی، اولڈ سٹی اور 1 منفرد اسرہ کی جانب سے 42500 بروشرز اور 11860 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے، 10 ٹی بورڈز، 139 بینرز، 280 پول ہینگرز، 68 بل بورڈز اور 475 رکشہ فلیکسز لگائے گئے۔ اس کے علاوہ 26 مقامات پر ریلیوں کا انعقاد کیا گیا، 223 علمائے کرام کو امیر محترم کا خط دیا گیا، مہم کے موضوع پر 54 خطابات جمعہ ہوئے، بیشتر مقامات پر مہم کے حوالے سے دروس قرآنی اور وفود سے کارنر میٹنگز کا بھی اہتمام کیا گیا۔ (رپورٹ: سرفراز خان، ناظم نشر و اشاعت)

حلقہ کراچی شمالی

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی کے زیر اہتمام "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کے سلسلے میں مقامی تنظیم فیڈرل بی ایریا، ناظم آباد، نیو کراچی، شادمان ٹاؤن، بحریہ ٹاؤن، بلدیہ، اورنگی ٹاؤن، گلشن معمار، نارتھ ناظم آباد، سرجانی ٹاؤن اور حلقہ کراچی شمالی کی جانب سے 26300 بروشرز اور 47700 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے، 32 ٹی بورڈز، 329 بینرز، 450 پول ہینگرز، 32 بل بورڈز اور 218 رکشہ فلیکسز لگائے گئے۔ اس کے علاوہ 105 مقامات پر ریلیوں کا انعقاد کیا گیا، 317 علمائے کرام کو امیر محترم کا خط دیا گیا، مہم کے موضوع پر 9 خطابات جمعہ ہوئے، 7 دعوتی اجتماعات منعقد کیے گئے، 29 حلقہ قرآنی میں مہم پر گفتگو ہوئی، 110 کارنر میٹنگز کی گئیں اور مہم کی مناسبت سے 6 مساجد کے آئمہ سے امیر حلقہ اور معاونین حلقہ نے خصوصی ملاقات کیں۔ (رپورٹ: ذیشان حفیظ، ناظم نشر و اشاعت)

حلقہ حیدرآباد

تنظیم اسلامی حلقہ حیدرآباد کے زیر اہتمام "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کے سلسلے میں حلقہ حیدرآباد، مقامی تنظیم سٹی حیدرآباد، قاسم آباد، لطیف آباد، ٹنڈو آدم، نوابشاہ اور ایک منفرد اسرہ کی جانب سے 16300 بروشرز اور 36300 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے، 91 ٹی بورڈز اور 73 بینرز لگائے گئے۔ اس کے علاوہ 22 ریلیوں کا انعقاد کیا گیا، 150 علمائے کرام کو امیر محترم کا خط دیا گیا اور مہم کے موضوع پر 6 خطابات جمعہ ہوئے۔ (رپورٹ: رحیم بیگ، ناظم نشر و اشاعت)

حلقہ سکھر

تنظیم اسلامی حلقہ سکھر کے زیر اہتمام "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کے سلسلے میں مقامی تنظیم سکھر، شاہ پنجو، صادق آباد جنوبی، صادق آباد شمالی، رحیم یار خان اور 2 اسرہ جات کی جانب سے 12000 بروشرز اور 16000 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے، 200 بینرز اور 350 پول ہینگرز لگائے گئے۔ اس کے علاوہ ایک مقام پر ریلی بھی نکالی گئی، 350 علمائے کرام کو امیر محترم کا خط دیا گیا اور مہم کے موضوع پر 10 خطابات جمعہ ہوئے۔ (رپورٹ: نصر اللہ انصاری، معتمد حلقہ)

حلقہ جنوبی پنجاب

تنظیم اسلامی حلقہ جنوبی پنجاب کے زیر اہتمام "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کے سلسلے میں مقامی تنظیم ملتان شہر، ملتان غربی، ملتان شمالی، گل گشت، نیو ملتان، ممتاز آباد، ملتان کینٹ، بہاولپور اور مختلف منفرد اسرہ جات کی جانب سے 255 رکشہ فلیکسز لگائے گئے، 2750 بروشرز اور 20000 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ اس کے علاوہ 9 مقامات پر ریلیوں کا انعقاد کیا گیا، 470 علمائے کرام کو امیر محترم کا خط دیا گیا، مہم کے موضوع پر 37 خطابات جمعہ ہوئے اور 2 خصوصی خطابات کا بھی اہتمام کیا گیا۔

(رپورٹ: محمد عبداللہ قادری، ناظم نشر و اشاعت)

حلقہ سرگودھا ڈویژن

تنظیم اسلامی حلقہ سرگودھا ڈویژن کے زیر اہتمام "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کے سلسلے میں حلقہ سرگودھا کی سطح پر 12500 بروشرز اور 2000 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے، 28 بینرز، 50 رکشہ فلیکسز اور 120 پول ہینگرز لگائے گئے، 260 علمائے کرام کو امیر محترم کا خط دیا گیا۔ مہم کے حوالے سے ایک ریلی نکالی گئی اور ایک خطاب جمعہ بھی ہوا۔ اس کے علاوہ مورخہ 19 اگست کو مقامی میرج ہال میں ایک سیمینار کا انعقاد کیا گیا جس میں امیر محترم نے خطاب فرمایا اور ایک ہزار کے قریب لوگوں نے شرکت کی۔ مہم کے موضوع پر 4 خطابات جمعہ ہوئے، مقامی کالجز و سکولز کے سربراہان سے وفود کی شکل میں خصوصی ملاقاتیں کی گئیں اور ان اداروں میں تقسیم ہینڈ بلز کا کام کیا گیا۔ (رپورٹ: محمد ہارون شہزاد، ناظم نشر و اشاعت)

حلقہ بہاول نگر

تنظیم اسلامی حلقہ بہاول نگر کے زیر اہتمام "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کے سلسلے میں مقامی تنظیم ہارون آباد شرقی، ہارون آباد غربی، فورٹ عباس، چشتیاں، بہاول نگر، مروٹ، فقیر والی، ڈونگہ، کھچی والا، ڈاہرانوالہ، حاصل پور اور منچن آباد کی جانب سے 11500 بروشرز اور 9500 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے، 22 ٹی بورڈز، 29 بینرز اور 567 رکشہ فلیکسز لگائے گئے۔ اس کے علاوہ 3 ریلیوں کا انعقاد کیا گیا، 220 علمائے کرام کو امیر محترم کا خط دیا گیا، مہم کے موضوع پر 15 خطابات جمعہ ہوئے اور مہم کی مناسبت سے 100 حلقہ قرآنی کا بھی اہتمام کیا گیا۔ (رپورٹ: محمد عامر، ناظم نشر و اشاعت)

حلقہ ساہیوال ڈویژن

تنظیم اسلامی حلقہ ساہیوال ڈویژن کے زیر اہتمام "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کے سلسلے میں مقامی تنظیم پاکپتن، ساہیوال، وہاڑی، حویلی لکھا، بورے والا اور 2 منفرد اسرہ جات کی جانب سے 2000 بروشرز اور 12000 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے، 51 بینرز، اور 166 رکشہ فلیکسز لگائے گئے۔ اس کے علاوہ 5 مقامات پر ریلیوں کا انعقاد کیا گیا، 240 علمائے کرام کو امیر محترم کا خط دیا گیا۔ مہم کے موضوع پر 45 خطاباتِ جمعہ ہوئے، 14 عوامی اجتماعات منعقد کیے گئے، 10 خصوصی دروسِ قرآن میں مہم پر گفتگو ہوئی اور مہم کی مناسبت سے 4 آگاہی کیمپ بھی لگائے گئے۔ (رپورٹ: عبدالخالق صدیقی، ناظم نشر واشاعت)

حلقہ فیصل آباد ڈویژن

تنظیم اسلامی حلقہ فیصل آباد ڈویژن کے زیر اہتمام "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کے سلسلے میں مقامی تنظیم فیصل آباد غربی، پیپلز کالونی، فیصل آباد شمالی، مدینہ ٹاؤن، جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، فیصل آباد جنوبی، جڑانوالہ روڈ اور 1 متفرق، 5 منفرد اسرہ جات کی جانب سے 24000 بروشرز اور 22000 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے، 25 ٹی بورڈز، 95 بینرز، 40 پول ہینگرز اور 74 رکشہ فلیکسز لگائے گئے۔ اس کے علاوہ 2 مقامات پر ریلیوں کا انعقاد کیا گیا، 359 علمائے کرام کو امیر محترم کا خط دیا گیا۔ مہم کے موضوع پر 17 خطاباتِ جمعہ ہوئے، 5 دعوتی کیمپ لگائے گئے، 10 دعوتی اجتماعات منعقد کیے گئے، 7 حلقہ قرآنی میں مہم پر گفتگو ہوئی، 12 مقامی وفود سے ملاقاتیں کی گئیں، 19 کارنر میٹنگز کی گئیں اور مہم کی مناسبت سے ایک سیمینار کا بھی اہتمام کیا گیا۔ (رپورٹ: محمد رشید عمر، ناظم نشر واشاعت)

حلقہ لاہور غربی

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور غربی کے زیر اہتمام "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کے سلسلے میں مقامی تنظیم سمن آباد، ٹاؤن شپ، ماڈل ٹاؤن، علامہ اقبال ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن، جوہر ٹاؤن، واپڈا ٹاؤن، لاہور وسطی، چوہنگ، شیخوپورہ جنوبی، شیخوپورہ شمالی، انجینئرز ٹاؤن، بحریہ ٹاؤن اور ایک منفرد اسرہ کی جانب سے 17750 بروشرز اور 50550 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ 38 ٹی بورڈز، 625 بینرز، 860 پول ہینگرز اور 680 رکشہ فلیکسز لگائے گئے۔ اس کے علاوہ 12 مقامات پر ریلیوں کا انعقاد کیا گیا، 431 علمائے کرام کو امیر محترم کا خط دیا گیا۔ مہم کے موضوع پر 28 خطاباتِ جمعہ ہوئے، 1 دعوتی کیمپ لگایا گیا، 8 حلقہ قرآنی میں مہم پر گفتگو ہوئی، مہم کی مناسبت سے 3 سیمینارز کا بھی اہتمام کیا گیا۔ جامعہ اشرفیہ میں اجازت لے کر تقریباً 1500 ہینڈ بل تقسیم کیے گئے۔ (رپورٹ: حافظ وقاص احمد، معتمد حلقہ)

حلقہ لاہور شرقی

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور شرقی کے زیر اہتمام "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کے سلسلے میں مقامی تنظیم شاہدرہ، ڈی ایچ اے، صدر، لاہور شمالی، گڑھی شاہو، گلبرگ، فیروز پور روڈ اور لاہور چھاؤنی کی جانب سے 15700 بروشرز اور 5000 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے، 64 بینرز، 1100 پول ہینگرز اور 810 رکشہ فلیکسز لگائے گئے۔ اس کے علاوہ 4 مقامات پر ریلیوں کا انعقاد کیا گیا، 224 علمائے کرام کو امیر محترم کا خط دیا گیا۔ مہم کے موضوع پر 18 خطاباتِ جمعہ ہوئے، 3 دعوتی کیمپ لگائے گئے اور 6 حلقہ قرآنی میں مہم پر گفتگو ہوئی۔ (رپورٹ: نعیم اختر عدنان، ناظم نشر واشاعت)

حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن

تنظیم اسلامی حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کے زیر اہتمام "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کے سلسلے میں مقامی تنظیم گجرات، گوجرانوالہ، منڈی بہاءالدین، ڈسکہ، سیالکوٹ، کنجاہ، جلالپور جٹاں، کاموکی، وزیر آباد، لالہ موسیٰ، کھاریاں، حافظ آباد، قلعہ کالر والا، نارووال اور گکھڑ کی جانب سے 18050 بروشرز اور 6250 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے، 68 ٹی بورڈز، 79 بینرز، 40 پول ہینگرز اور 342 رکشہ فلیکسز لگائے گئے۔ اس کے علاوہ 8 مقامات پر ریلیوں کا انعقاد کیا گیا، 411 علمائے کرام کو امیر محترم کا خط دیا گیا۔ مہم کے موضوع پر 50 خطاباتِ جمعہ ہوئے اور مہم کی مناسبت سے سیالکوٹ میں امیر محترم حفظہ اللہ کا خصوصی خطاب بھی ہوا۔ (رپورٹ: رانا محمد ضیاء الحسن، ناظم نشر واشاعت)

حلقہ پنجاب پوٹھوہار

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب پوٹھوہار کے زیر اہتمام "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کے سلسلے میں مقامی تنظیم گوجر خان، جاتلاں، میرپور، جہلم، چکوال، شکریلہ اور منفرد اسرہ جات کی جانب سے 1000 بروشرز تقسیم کیے گئے، 18 بینرز اور 268 پول ہینگرز لگائے گئے۔ اس کے علاوہ 5 مقامات پر ریلیوں کا انعقاد کیا گیا، 114 علمائے کرام کو امیر محترم کا خط دیا گیا۔ مہم کے موضوع پر 4 خطاباتِ جمعہ ہوئے، 2 دعوتی پروگرام منعقد کیے گئے، 6 خصوصی دروس کیے گئے، مہم کی مناسبت سے ایک سیمینار منعقد ہوا اور ایک اشتہار اخبار میں چھپوایا گیا۔ (رپورٹ: کامران منظور، ناظم نشر واشاعت)

حلقہ پنجاب شمالی

تنظیم اسلامی پنجاب شمالی کے زیر اہتمام "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کے سلسلے میں حلقہ پنجاب شمالی، مقامی تنظیم مسلم ٹاؤن، النور کالونی، راولپنڈی کینٹ، پنڈی غربی، چکلالہ، واہ کینٹ، گلزار قائد، پنڈی گھیپ، لالہ زار، صادق آباد اور ایک اسرہ کی جانب سے 3000 بروشرز اور 28000 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ 75 ٹی بورڈز اور 828 پول ہینگرز لگائے گئے۔ اس کے علاوہ 11 مقامات پر ریلیوں کا انعقاد کیا گیا۔ 230 علمائے کرام کو امیر محترم کا خط دیا گیا۔ مہم کے موضوع پر 3 خطاباتِ جمعہ ہوئے، کچھ اسرہ جات کے حلقہ قرآنی میں مہم پر گفتگو ہوئی، 2 ویڈیو پروگرام منعقد کیے گئے اور مہم کی مناسبت سے ایک سیمینار کا بھی اہتمام کیا گیا۔ (رپورٹ: ابرار احمد، ناظم نشر واشاعت)

حلقہ اسلام آباد

تنظیم اسلامی حلقہ اسلام آباد کے زیر اہتمام "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کے سلسلے میں سے 8500 بروشرز اور 6000 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ 76 ٹی بورڈز، 75 بینرز، 150 پول ہینگرز اور 2 رکشہ فلیکسز لگائے گئے۔ اس کے علاوہ 11 مقامات پر ریلیوں کا انعقاد کیا گیا۔ 200 علمائے کرام کو امیر محترم کا خط دیا گیا۔ مہم کے موضوع پر 17 خطاباتِ جمعہ ہوئے، 2 کارنر میٹنگز کی گئیں اور مہم کی مناسبت سے ایک سٹال لگایا گیا۔ (رپورٹ: ڈاکٹر اشرف علی، ناظم نشر واشاعت)

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی

تنظیم اسلامی حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیر اہتمام "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کے سلسلے میں حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی نے 10500 بروشرز اور 8500 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ 60 ٹی بورڈز اور 48 بینرز لگائے گئے۔ اس کے علاوہ ایک مقام پر ریلی کا انعقاد کیا گیا جس میں شرکاء کی تعداد 50 تھی۔ 119 علمائے کرام کو امیر محترم کا خط دیا گیا۔ مہم کے موضوع پر 5 خطاباتِ جمعہ ہوئے اور حلقہ کے تحت 3 کیمپس کا انعقاد کیا گیا جو کہ چارسدہ، جمرود اور لنڈی کوتل میں لگائے گئے۔ مقامی تنظیم پشاور شہر، پشاور صدر، پشاور غربی، نوشہرہ، مردان، ڈیرہ اسماعیل خان اور 3 منفرد اسرہ جات نے اس مہم میں بھرپور شرکت کی۔ مہم کے موضوع پر 20 خطاباتِ جمعہ ہوئے اور کچھ مقامات پر دعوتی اجتماعات منعقد کیے گئے۔ (رپورٹ: جنید کامران، ناظم نشر واشاعت)

حلقہ ملاکنڈ ڈویژن

تنظیم اسلامی حلقہ ملاکنڈ ڈویژن کے زیر اہتمام "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کے سلسلے میں مقامی تنظیم دیر، بی بیوڑ، دارورہ، واڑی، تیمرگرہ، سوات، بٹ خیلہ، باجوڑ شرقی، باجوڑ غربی، چترال، برنس، اوچ، کبل اور مینگورہ کی جانب سے 1000 بروشرز اور 1000 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ 15 بینرز لگائے گئے۔ اس کے علاوہ 200 علمائے کرام کو امیر محترم کا خط دیا گیا۔ مہم کے موضوع پر 7 خطاباتِ جمعہ ہوئے اور 5 خصوصی پروگرام منعقد کیے گئے۔ (رپورٹ: محمد سعید جان، ناظم نشر واشاعت)

حلقہ آزاد کشمیر

تنظیم اسلامی حلقہ آزاد کشمیر کے زیر اہتمام "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" مہم کے سلسلے میں حلقہ آزاد کشمیر، مقامی تنظیم مظفر آباد، باغ اور دھیرکوٹ کی جانب سے 1750 بروشرز اور 4500 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے، 20 ٹی بورڈز اور 328 پول ہینگرز لگائے گئے۔ اس کے علاوہ ایک ریلی کا انعقاد کیا گیا اور 40 علمائے کرام کو امیر محترم کا خط دیا گیا۔ (رپورٹ: انوار الحق کیانی، ناظم نشر واشاعت)

حقیقت یہ ہے کہ ملک میں موجود ظلم و زیادتی کی فضا اور طبقاتی کشمکش کو ختم کرنے کے لیے نفاذِ عدلِ اسلام کی طرف پیش قدمی ناگزیر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے عطا کردہ عادلانہ نظام ہی میں پاکستان کی بقاء مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں "بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام" کی اجتماعی جدوجہد میں شریک ہو کر اس عظیم فریضہ کی ادائیگی کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تمام رفقاء و احباب کی محنتوں اور کاوشوں کو قبول و منظور فرمائے۔ آمین!

constitute the intellectual minority of a society and who command leadership over its ideology and policy. A change and indeed a total revolution in their viewpoint and way of thought is therefore of paramount importance. If Iman and belief could not be kindled in their hearts and they remained in the darkness of disbelief, faith occurring merely in the lower strata of society could not guarantee Islamization in a real and enduring sense.

<u>Ref</u>: An excerpt from the English translation of the Book "اسلام کی نشاۃ ثانیہ : کرنے کا اصل کام" byDr Israr Ahmad *(RAA)*; "ISLAMIC RENAISSANCE: The Real Task Ahead" [Translated by Dr. Absar Ahmad]

<u>End Notes</u>:

1 This is an alternative expression for Khilafat-e-Rashida, the 'Rightly Guided' Caliphate (Khilafah) of Hadrat Abu Bakr, Hadrat Umar, Hadrat Uthman and Hadrat Ali *(RAA)*.

2 This refers to the saying of the Prophet *(SAAW)*:

فو اللهِ لأنْ يهْدِيَ الله بِكَ رجُلًا واحِدًا خَيْرٌ لكَ من حُمْرِ النَّعم (متفقٌ عليهِ عَنْ سهل بن سعد)

"If Allah guides a man to the right path through your effort and struggle, this is better for you than the costly brown camels."

3 This is how philosophers have traditionally conceived of Allah *(SWT)* (God) as Necessary and Ultimate Being, existing independently and in its own right.

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر تعلیم یافتہ فیملی کو اپنے برسرِروزگار بیٹے، عمر 29 سال، تعلیم BS(IT) کے لیے تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ (والد): 0300-6942334

☆ لاہور میں رہائش پذیر ارائیں فیملی کو اپنے بیٹے، تعلیم ACCA، عمر 32 سال، UAE میں ملازمت، قد 6 فٹ کے لیے لاہور کے اچھے تعلیمی ادارے سے تعلیم یافتہ، پابند صوم وصلوٰۃ، قد "5'.5 سے زیادہ ہو، دینی مزاج کے حامل گھرانے سے رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0300-4238688

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ — دعائے مغفرت

☆ تنظیم اسلامی لاہور شرقی کے دیرینہ رفیق محمد اظہر صاحب وفات پاگئے۔
برائے تعزیت (محمد سعد، بیٹا): 0321-4248984

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، ڈیرہ اسماعیل خان کے رفیق ڈاکٹر فضل حمید وفات پاگئے۔ برائے تعزیت: 0346-7855207

☆ حلقہ سرگودھا غربی کے بزرگ رفیق کمال دین وفات پاگئے۔
برائے تعزیت (بیٹا): 0345-8635605

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلزار ہجری کے رفیق محمد منیر وفات پاگئے۔

☆ حلقہ کراچی وسطی، ملیر کے رفیق نذیر احمد وفات پاگئے۔

☆ امیر حلقہ پنجاب جنوبی جناب مرزا قمر رئیس بیگ کی والدہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0321-6303691

☆ حلقہ ملاکنڈ، تیمرگرہ کے نقیب محمد شریف خان کی پھوپھی وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0345-9535034

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاء اللہ

"67-A علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو، لاہور (حلقہ لاہور شرقی)" میں
30 ستمبر تا 06 اکتوبر 2023ء (بروز ہفتہ نمازِ عصر تا بروز جمعۃ المبارک 12 بجے)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کرکے تشریف لائیں:-

☆ اسلام کا انقلابی منشور ☆ جہاد فی سبیل اللہ

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

06 تا 08 اکتوبر 2023ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کرکے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (معاشی سطح پر)

☆ نجات کی راہ، سورۃ العصر کی روشنی میں

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4152275 / 042-36293939

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

Revitalization of Faith: The Necessary Precondition of an Islamic Renaissance (II)

The most effective way to implant and inculcate faith in the hearts of the Muslim masses is the company and fellowship of such deeply religious persons whose hearts and minds are illumined by Divine knowledge and by the light of faith – persons whose hearts are untouched by conceit, hypocrisy, rancor, and avarice. It was through ceaseless evangelist and disseminating work, teaching and exhortation as well as practical examples portrayed through their conduct of life, that a continuous chain of pious and God-intoxicated people kept the beacon of faith burning after the collapse of Khilafah ala Minhaj al-Nubuwwah[1]. Even though the winds of Western atheism and materialism are blowing high in Muslim lands, yet one can find here and there persons whose hearts and minds are full of certitude and staunch faith. The need of the time now is that the movement for Islamic faith and Iman be popularized and extended far and wide so that each and every inhabited piece of Muslim territory does have a few dedicated and selfless preachers whose sole aim in life is the pursuit of Allah's *(SWT)* pleasure, individuals who, in obedience to the teaching of Prophet Muhammad *(SAAW)*, make religious and moral guidance of people their sole aim and ambition in life[2].

Fortunately, in the recent past there has emerged in the Indo-Paksubcontinent a mass religious movement, the impact of which is visible on a vast multitude of people. It has led them to a firm belief in Islam and the radical change of values that this entails. That is to say, the Creator, the spiritual existence, the human soul and the life Hereafter are held superior to the whole order of creation and worldly life. This movement is the Jamaat-e-Tableegh. It is an off-shoot of the movement of Deoband. It was founded and initiated by persons of deep and inner religious conviction. Although more than a third of a century has flown past, its fervor and emotional zeal has not abated a bit. Though we do not wholly agree with its approach and methodology, there is no denying the fact that it has brought about a complete change in the thinking of a great many people, who have started to feel that it is the Creator and not the created objects that should command our attention and that the uncaused first cause[3], and not the finite causes, is of prime importance. Similarly, they develop a strong belief that it is not food or water but the Will of Allah *(SWT)* that mitigates hunger and quenches thirst. Even the minor injunctions and precepts of the faith start appearing to them as of intrinsic worth and goodness without being grounded upon any logical argumentation or considered as part of a system of life or as a means to establish it. The smallest details of the Holy Prophet's *(SAAW)* Sunnah appear to these people as pregnant with light (Noor) and splendor. They content themselves with the minimum material requirements of life and spend a major part of their time and energy in the propagation of Islam in their own way.

But as this movement addresses the sentiments and not the reason of the people and its main emphasis lies on action and not on understanding, its influence and efficacy are limited. The members of a community who hold reason and understanding to be superior to sentiments and action, remain uninfluenced by this type of preaching. The very mental constitution of these people compels them not to appropriate passionately anything that does not satisfy the test of reason and critical inquiry. They cannot attain the deeper levels of religious life without first untying the intellectual knots of their minds. These are the people who

Vol: 32 Regd. No. C.P.L NO.114 No.36

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore